بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم   نحمدہ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم   و علٰی عبدہ المسیح الموعود

جماعت احمدیہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلّہ

لندن

اخبار احمدیہ

اپریل، مئی ۲۰۲۳ء   شوال، ذوالقعد، ذوالحج ، ہجری قمری ۱۴۴۴   شہادت، ہجرت ، ہجری شمسی ۱۴۰۲   شمارہ ۲

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔۔۔

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 7،6)





بیت الفتوح کے نئے انتظامی بلاک کا افتتاح



حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احمدیہ امن کانفرنس ۲۰۲۳ء سے خطاب



مجلسِ ادارت

فہرست مضامین

فہرست مضامین	صفحہ
قال اللہ تعالیٰ ،قال الرسول ﷺ ،کلام الامام علیہ السلام	2
اداریہ	5
خلاصہ خطبات جمعہ ارشاد فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	8
خلاصہ خطاب بر موقعہ نیشنل امن سمپوزیم برطانیہ	12
سالانہ اجتماع واقفینِ نَو (یو کے) سے حضورِ انور کا اختتامی خطاب	16
امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ساتھ ورچوئل ملاقات کی سعادت	21
حضورِ انور کا جامعہ یو کے کی تقریبِ تقسیمِ اسناد سے بصیرت افروز خطاب	24
حضورانور کا مجلس شوریٰ برطانیہ 2023 سے خطاب	28
رپورٹ بابت عید الفطر و خلاصہ خطبہ عید الفطر	33
انٹرویو محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یو کے	37
مورخہ سات اپریل جمعۃ المبارک۔ بیت الفتوح مورڈن کے روحانی ماحول کا آنکھوں دیکھا احوال	47
گلدستہ	52

فرمانِ الٰہی

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ
وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ
قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ
وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿البقرة 126 تا 129﴾

اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا۔ اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔ اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے ربّ! اس کو ایک پُرامن اور امن دینے والا شہر بنادے اور اس کے بسنے والوں کو جو اُن میں سے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہر قسم کے پھلوں میں سے رزق عطا کر۔ اس نے کہا کہ جو کفر کرے گا اسے بھی میں کچھ عارضی فائدہ پہنچاؤں گا۔ پھر میں اُسے آگ کے عذاب کی طرف جانے پر مجبور کردوں گا اور (وہ) بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اور جب ابراہیم اُس خاص گھر کی بنیادوں کو اُستوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی (یہ دعا کرتے ہوئے) کہ اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنادے اور ہماری ذرّیت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار اُمّت (پیدا کردے)۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جُھک جا۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قال الرسول ﷺ

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَرَادَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّاسُ ذَلِكَ وَأَحَبُّوا أَنْ يَدَعَهُ عَلَى هَيْئَتِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ. (صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب فضل بناء المساجد)

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد (نبوی) کی توسیع کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے اسے بڑا سمجھا اور پسند کیا کہ اسے اس کی اصل شکل پر رہنے دیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ کی خاطر مسجد بنائی اس کے لئے اللہ اس جیسا گھر جنت میں بنائے گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صلی الله علیه وسلم قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ، فَاشْهَدُوا عَلَيْهِ بِالْإِيمَانِ، قَالَ اللّٰهُ عز وجل: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ التوبة: 19 (سنن الترمذي، كتاب التفسير، باب ومن سورة التوبة)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کے لئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں“۔

کلام امام الزمان علیہ السلام

مسجدوں کی تعمیر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے، پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو، تب خدا برکت دے گا۔

۔۔۔۔غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز با جماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد و اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93۔1988 ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

ارشادِ خلیفۂ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مسجدوں کی تعمیر کے بعد اُن کی آبادی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔۔۔۔۔۔مساجد بنانے کی طرف بہت توجہ پیدا ہوئی ہے،لیکن مساجد بنانے کا فائدہ تو تبھی ہے جب اُن کے حق بھی ادا ہوں۔اور مساجد کے حق اُن کو آباد کرنا ہے۔اور آبادی کے لئے خدا تعالیٰ نے جو معیار رکھا ہے وہ پانچ وقت مسجد میں آ کر نماز ادا کرنا ہے۔ بہت سے لوگ بیشک ایسے ہیں جن کو کام کے اوقات کی وجہ سے پانچ وقت مسجد میں آنا مشکل ہے۔لیکن فجر،مغرب اور عشاء میں تو یہ عذر نہیں چلتا،اُس پر تو حاضر ہو سکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں دنیائے احمدیت میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اِن مغربی ممالک میں رہتے ہیں اور مسجد سے پندرہ بیس میل کے فاصلے پر رہتے ہیں۔لیکن نمازوں کے لئے مسجد میں آتے ہیں۔ اگر ظہر،عصر کی نمازیں نہ پڑھ سکیں،تو جیسا کہ میں نے کہا، یہ لوگ فجر،مغرب اور عشاء پر ضرور شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تو تقریباً ہر ایک کے پاس سواری ہے، اپنے دنیاوی کاموں کے لئے سواریاں استعمال کرتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اُس کی عبادت کے لئے یہ سواریاں استعمال کریں گے تو ان سواریوں کا مقصد دین کی خدمت بھی بن جائے گا اور آپ کے بھی دین و دنیا دونوں سنور جائیں گے۔ جہاں بہت زیادہ مجبوری ہے وہاں اگر قریب احمدی گھر ہیں تو کسی گھر میں جمع ہو کے گھروں میں باجماعت نماز کی ادائیگی ہو سکتی ہے۔ جہاں اکیلے گھر ہیں وہاں اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ باجماعت نماز کی ادائیگی کی کوشش ہونی چاہئے تا کہ بچوں کو بھی نماز باجماعت کی اہمیت کا پتہ چلے۔ بچوں کو ماں باپ اگر فجر کی نماز کے لئے اُٹھائیں گے تو اُن کو جہاں نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوگا وہاں بہت سی لغویات سے بھی وہ بچ جائیں گے۔جن کو شوق ہے، بعضوں کو رات دیر تک ٹی وی دیکھنے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہنے کی عادت ہوتی ہے، خاص طور پر ویک اینڈ (Weekend) پر تو نماز کے لئے جلدی اُٹھنے کی وجہ سے جلدی سونے کی عادت پڑے گی اور بلا وجہ وقت ضائع نہیں ہوگا۔ خاص طور پر وہ بچے جو جوانی میں قدم رکھ رہے ہیں، اُن کو صبح اُٹھنے کی وجہ سے ان دنیاوی مصروفیات کو اعتدال سے کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔بعض مجبوریاں بھی ہوتی ہیں، اچھی دیکھنے والی چیزیں بھی ہوتی ہیں، معلوماتی باتیں بھی ہوتی ہیں، اُن سے مَیں نہیں روکتا، لیکن ہر چیز میں ایک اعتدال ہونا چاہئے۔نمازوں کی ادائیگی کی قیمت پر ان دنیاوی چیزوں کو حاصل کرنا انتہائی بے وقوفی ہے۔(خطبہ جمعہ 22 جون 2012)

ادار یہ

آج انسان چاند پر گھر بسانے اور اس سے آگے مریخ پر جانے کی تیاری کر رہا ہے، اور سمجھتا ہے اس نے بہت ترقی کر لی۔ لیکن اس کی یہ سب ترقی اس وسیع کائنات میں ایک چھوٹی سی چھلانگ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ ترقی کے یہ زینے طے کرتے انسان اپنے خالق کو بھول جاتا ہے، اسے یہ گمان ستانے لگتا ہے کہ آج جس مقام پر وہ ہے سب اس کی اپنی کاوش ہے اور اس میں اس خالق کائنات کا کچھ بھی حصہ نہیں جس نے اسے جب پیدا کیا تو وہ ایک مہین پانی کا قطرہ تھا، وہ کچھ بھی تو نہیں تھا۔ لیکن اس ذات نے اسے اس لاشيء سے وجود عطا کیا، خیال کرنے والے ماں باپ عطا کئے اور خوراک پانی لباس گھر سب نعمتیں اس کی پیدائش سے پہلے مہیا کیں۔

گھر ہی کی بات لیں تو انسان کو تعمیر کرنا شروع میں اللہ تعالیٰ نے ہی سکھایا، جس طرح باقی تمام علوم کی بنیاد اس نے رکھی اور انسان کو وہ ذہن رسا عطا فرمایا جو ان علوم کو آگے ترویج دے سکتا تھا اور کامیابی کی راہوں پر قدم مار سکتا تھا۔

دنیا میں پہلے تعمیر ہونے والے گھر کی بابت اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں بیان فرماتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿آل عمران:97﴾

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بَکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔ اس گھر کا کیا مقام ہے، اس کی تعمیر کیا معنے دنیا کے لئے رکھتی ہے! فرمایا:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ﴿البقرۃ:126﴾

اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب تشریف لائے اور دنیا میں امن کے قیام کے لئے آپ کو چنا گیا تو اپنی مسجد ہی کو آپ نے اپنی تمام سرگرمیوں کا مرکز بنایا، جہاں آپ عبادات بجالاتے، یہیں آپ وعظ ونصیحت فرماتے، لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے، یہیں سے وفود تیار کر کے انہیں مختلف ملکوں میں تبلیغ اور تربیت کے لئے ارسال فرماتے، حتیٰ کہ احد کے دن جب بہت سے صحابہ کرام زخمی ہوئے تو اسی مسجد نبوی میں ان کی مرہم پٹی کا کام کیا گیا، گویا مسجد نبوی میں دوا دارو اور مرہم پٹی کا کام بھی کیا گیا۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مسجد نبوی سب سے پہلی اسلامی درسگاہ اور یونیورسٹی بھی تھی، جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ نے قرآن کریم حفظ کیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کیا تھی اور اس کا کیا مقام تھا اللہ تعالیٰ کی نظر میں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿التوبة:108﴾

یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو زیادہ حقدار ہے کہ تُو اس میں (نماز کے لئے) قیام کرے۔ اس میں ایسے مرد ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ وہ پاک ہو جائیں اور اللہ پاک بننے والوں سے محبت کرتا ہے۔

یہی بات ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ وہ ایمان جو ثریا ستارے پر جا پہنچا تھا اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے لئے لائے تو یہی مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک تھیں جہاں آپ رونق افروز ہوتے اور ایک خادم صادق کے طور پر اپنے آقا کے انوار سے دنیا کو منور کرتے، اور آپس میں لڑتی بھڑتی انسانیت کو امن کی راہوں پر چلنے کی تلقین فرماتے اور امن کے لئے حقیقی لائحہ عمل عطا فرماتے۔

آج بھی منارۃ المسیح چار دانگ عالم دنیا میں امن و آشتی کا پرچار کر رہا ہے اور ساری دنیا میں امن کے نشان کے طور پر شہرت پا رہا ہے۔

ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

انگلستان میں جب ہارٹلے پول کی مسجد کی بنیاد رکھی گئی اور وہاں تعمیر شروع ہوئی تو وہاں بھی بعض اسلام مخالف گروپوں نے، نوجوانوں نے، تعمیر کے دوران پتھر وغیرہ پھینکے تھے۔ پتھر مارتے تھے، شیشے توڑتے تھے تو یہ حرکتیں وہاں بھی ہوتی تھیں۔ لیکن جماعت کے نمونے اور مثبت ردّعمل کی وجہ سے اردگرد کے ہمسایوں نے کچھ عرصہ کے بعد ہمارا دفاع کرنا شروع کر دیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ہر کوئی اس بات کی تعریف کرتا ہے کہ آپ لوگوں نے ہمارے غلط تاثر کو جو اسلام کے بارے میں تھا اس کو بالکل دھو دیا ہے۔ پس یہ تاثر جو یہاں بھی پیدا کیا گیا ہے یہ تو وقت کے ساتھ ساتھ ان شاء اللہ زائل ہو جائے گا۔ لیکن آپ لوگ کوشش کر کے اسلام کی تعلیم بھی ان لوگوں کو بتائیں۔ یہ آپ کا فرض ہے اور بتانی ہوگی۔ ان کو بتائیں کہ ہم یہ مسجد اس گھر کے نمونے اور اس مقصد کے لئے بنا رہے ہیں جو خدا کا پہلا گھر تھا اور جس کی بنیادیں رکھتے ہوئے ان باپ بیٹا نے جو دعائیں کی تھیں، وہ تھیں۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (البقرة:129) کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے۔ ہماری ذریت میں سے بھی اپنی فرمانبردار اُمّت پیدا کر اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا۔ تو ایسے بندے بنا دے جو تیرے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ تیرے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں اور تیری مخلوق کے بھی حقوق ادا کرنے والے ہوں محبت پیار اور امن کا پیغام دنیا میں پھیلانے والے ہوں۔ اور صرف ہم نہیں بلکہ ہماری اولادیں بھی ان نیکیوں میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ہوں۔ ہمارا مقصد تو اس گھر کی بنیاد سے، اس گھر کی تعمیر سے یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرنے والے بنیں۔ہمیں عبادت کے وہ طریق سکھا جس سے ہم تیرا پیار حاصل کرسکیں اور ہمیشہ ہم تیری راہ میں تیری خاطر قربانی کرنے والے اور تیری عبادت کرنے والے رہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کی یہ بھی دعا ہمیں بتائی کہ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرۃ:128) کہ اے ہمارے رب ہماری دعائیں قبول فرما، ہماری قربانیاں قبول فرما، تیری عبادت کی طرف توجہ رکھنے اور تیرے حکموں پر عمل کرنے کی ہماری جو کوشش ہے اپنے فضل سے اس کو قبول فرماتے ہوئے اس میں برکت ڈال دے۔اور اس سے پہلے جو آیت ہے اس میں ذکر یہ ہے کہ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (البقرۃ127) پس آپ لوگ یہ اعلان کریں کہ ہماری مسجدیں اس گھر کی تتبع میں ہیں، جہاں بھی بنتی ہیں، جہاں بھی بنیں گی، جس علاقے میں جہاں بھی بن رہی ہیں یہ اس شہر میں جہاں پر تعمیر ہو رہی ہیں امن کا پیغام پہنچانے اور امن قائم کرنے اور پیار محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے والوں کی دعاؤں کے لئے بنیں گی۔ اس لئے تم لوگ بے فکر رہو۔ ہماری مسجد سے تم دیکھو گے کہ اللہ کے حضور جھکنے والوں کے چشمے پھوٹیں گے۔ ہماری مسجدوں کے میناروں سے اللہ کی آخری اور کامل شریعت کی تعلیم کے نور کی کرنیں ہر سُو پھیلیں گی۔ پس ہم سے کسی قسم کا خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو دنیا کے خوفوں کو دور کرنے والے ہیں۔ ہم تو دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اپنی قربانیاں دینے والے لوگ ہیں۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جو اپنے حقوق چھوڑ کر دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس یہ پیغام یہاں کے ہر باشندے کو پہنچائیں اور اس کیلئے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کریں۔ تو انہیں میں سے آپ دیکھیں گے کہ جو نیک فطرت لوگ ہیں آپ کے دفاع کیلئے نکلیں گے۔ جیسا کہ پہلے بھی کئی دفعہ تجربہ ہو چکا ہے اس ملک میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی یہاں جرمنی میں بھی بعض علاقوں میں۔ ہماری مسجدیں بنی ہیں تو پہلے وہی لوگ جو اعتراض کرتے تھے۔ جن کو ہماری مساجد کا ان کے علاقوں میں تعمیر ہونے پر اعتراض تھا اب وہ خود بڑھ کر ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔۔۔۔۔ پس شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ قربانیاں دیتے چلے جائیں اور عاجزی سے دعائیں کرتے چلے جائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر قربانیوں اور کوششوں کو قبول فرمائے۔ (خطبہ جمعہ 29 دسمبر 2006ء)

الحمدُ للہ یو کے میں بھی مساجد کی تعمیر کے پراجیکٹس جاری ہیں اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی مسجد بیت الفتوح کمپلیکس میں نئے انتظامی بلاک کا افتتاح ہے جو ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4 مارچ 2023 کو فرمایا ۔



خلاصہ خطباتِ جمعہ

فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(خلاصہ خطبات جمعہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

خلاصہ خطبہ جمعۃ المبارک

سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 26 مئی 2023ء بمطابق 26 ہجرت 1402 ہجری شمسی

بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26 مئی 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مولانا فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو جب خبر دی کہ آپ کا اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے تو آپ نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب وہ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے۔تب بنی اسرائیل میں ایک ماتم برپا ہوا اور وہ چالیس دن تک روتے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کے ہاتھ پر جماعت کو جمع کیا۔بعض لوگ چاہتے تھے کہ انجمن کے ہاتھ میں انتظام رہے لیکن اُنہوں نے آہنی ہاتھوں سے اس فتنے کا خاتمہ فرمایا۔پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خلافت پر متمکن ہوئے۔اس موقع پر بھی منافقین نے جماعت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا اور مخالفین ناکام و نامُراد ہوئے۔آپؓ کے وصال کے بعد خلافتِ ثالثہ کا دَور شروع ہوا اور بعد ازاں خلافتِ رابعہ کا دَور شروع ہوا۔

بعد ازاں حضور انور نے کمال عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام پر متمکن فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے کے مطابق جماعت کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھا۔دشمن نے تفرقہ ڈالنے کی بے شمار کوششیں کیں، احمدیوں کو شہید کیا گیا، دنیاوی لالچ دیئے گئے لیکن اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے احمدیوں کو ایمان و یقین میں بڑھاتا چلا گیا۔

احمدیوں کا خلافت سے جو تعلق ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی پیدا کر سکتا ہے اور کسی میں یہ طاقت نہیں کہ وہ افراد جماعت کو اللہ تعالیٰ سے یا خلافت سے جدا کر سکے۔ہزاروں خطوط مجھے جو آتے ہیں خلافت سے اخلاص و وفا کا اظہار کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کیسے لوگوں کو خود خلافت سے جوڑتا ہے اور کس طرح ان کے دلوں میں خلافت سے محبت پیدا کر دیتا ہے بعض خطوط کے نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

تنزانیہ کے ایک معلم لکھتے ہیں کہ ایک دن نماز فجر کے بعد مسجد کی سیڑھیوں پر ایک خاتون کو دیکھا جس نے بتایا کہ وہ دعا کروانے آئی ہے جیسا کہ غیر احمدیوں میں دم درود کا رواج ہے۔بہرحال ہم نے اُسے جماعتی تعلیم سے آگاہ کیا اور دعا بھی کروائی۔اُس خاتون نے بتایا کہ مجھے خواب آتے ہیں جس میں ایک لمبی داڑھی والے مجھے دین سمجھاتے ہیں جس پر اُس کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر دکھائی گئیں۔اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر کہا کہ یہی بزرگ میرے خواب میں آتے ہیں۔

انڈونیشیا کے ایک علاقے کے رہائشی عبداللہ صاحب کا جماعت سے رابطہ تھا اور ہمارے مشنری کے قریب ہونے سے مخالفین نے اُن پر

الزام تراشی کی اور اپنی مسجد میں آنے سے منع کر دیا۔ اُنہوں نے خواب دیکھا کہ ایسے بھنور میں پھنس گیا ہوں جو تباہ کر دے گا۔ بعد ازاں اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر بتایا کہ اس بزرگ نے ہی مجھے اُس بھنور سے بچایا تھا۔ ان کے بیٹے نے بھی خواب دیکھا تھا اور بعد ازاں خلیفۃ المسیح الثالثؒ، خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور میری تصاویر دیکھ کر بتایا کہ مجھے ان لوگوں نے ہی بچایا تھا۔ عبداللہ صاحب نے اپنی فیملی کے ساتھ بیعت کر لی تھی۔

مالی کی ایک خاتون احمدی ہونے سے قبل خواب میں دو آوازیں سنتی تھیں ایک تلاوت کی اور دوسری وہاں کے معلم کی آواز۔ جماعت کے ریڈیو پر میرے خطبات اور دوسرے پروگرام سنے تو کہا کہ یہی آوازیں ہیں جو میں سنتی تھی پھر بیعت کر لی۔

کیمرون کے ایک نوجوان کہتے ہیں کہ چند سال قبل خواب میں دو بزرگان کو دیکھا۔ چند دنوں بعد بازار میں ایک نوجوان کو جماعت کے پمفلٹ تقسیم کرتے دیکھا تو اس پمفلٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر تھی جو خواب میں دیکھی تھی۔ جماعت سے رابطہ کیا، لٹریچر پڑھا تو دوسری تصویر بھی مجھے نظر آ گئی جو موجودہ خلیفہ کی تھی جنہوں نے مجھے خواب میں نماز پڑھانے کے لیے کہا تھا۔ میرے قبولیت احمدیت کے بعد علاقے کا چیف فوت ہوا تو مجھے علاقہ کا چیف بنا دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ یہ ساری برکت مجھے جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے ملی ہے۔

گنی بساؤ کی ایک خاتون عائشہ ماریہ صاحبہ کے دو بیٹوں نے احمدیت قبول کی۔ ان کے بڑے بھائی جماعت کے مخالف ہیں اور وہی ان کی فیملی کو سنبھالتے ہیں۔ اُنہوں نے تنبیہ کی کہ اگر احمدیت نہیں چھوڑی تو میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ بیٹوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے، ہم احمدیت نہیں چھوڑیں گے۔ دو دن بعد خواب میں سفید لباس میں ملبوس سفید داڑھی والے نے تسلی دی کہ فکر نہ کرو تمہارے بیٹے سب سے اوپر رہیں گے۔ صبح ہوتے ہی مشنری کے پاس گئیں اور میری تصویر دیکھ کر کہا کہ یہی بزرگ تھے۔ بیعت کرنے کے بعد نہایت متحرک احمدی خاتون ہیں۔

کینیا کے ایک علاقہ بھاٹی میں عیسائی اکثریت ہے۔ ایک دن جماعت سے مخالف رویہ رکھنے والا محمد عبدی نامی شخص ہمارے سینٹر میں نماز کے لیے آیا۔ جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ چند دن بعد معلم صاحب کی رہائش پر آیا تو ایم ٹی اے پر میرا خطبہ لگا ہوا تھا۔ خطبہ ختم ہونے کے بعد بیعت کرنے کا کہنے لگا۔ وجہ پوچھی تو بتایا کہ گذشتہ رات آنکھ کھلنے پر صحن میں نکلا تو آسمان پر روشن چیز دیکھی جس کا مجھ پر گہرا اثر اور رعب تھا۔ یہ خطبہ دیکھ کر رات والی تصویر مکمل ہوگئی۔ پوری فیملی کے ساتھ جماعت میں داخل ہو گیا۔

سیرالیون سے ابراہیم نامی ایک شخص نے ایم ٹی اے پر میرے خطبات سنے اور کھلے عام کہنے لگ گیا کہ مولویوں کی تعلیم جھوٹی ہے۔ میں نے خود سُنا ہے امام جماعت احمدیہ اپنے خطبہ میں قرآن کریم اور احادیث کے حوالے بیان کرتے ہیں۔ ان کا کلمہ بھی وہی ہے اس لیے احمدیہ جماعت جھوٹی نہیں ہوسکتی اور اُس نے احمدیت قبول کر لی۔

کانگو کنشاسا میں ایک شخص احمد صاحب نے اپنے آٹھ افراد کی فیملی کے ساتھ بیعت کی اور تبلیغ بھی شروع کی جس کے نتیجے میں 62 افراد احمدی ہو گئے۔ خلیفہ وقت اور نظام خلافت ان کے احمدی ہونے کی بڑی وجہ بنی۔ بعد ازاں ان کی تبلیغ سے بھی جماعت کافی بڑھی۔

امیر صاحب کانگو کنشاسا لکھتے ہیں کہ کانگو میں جماعتی ریڈیو سٹیشن کے علاوہ 23 مختلف ریڈیو سٹیشنز پر تربیتی و تبلیغی پروگرام اور خطبہ جمعہ نشر کیا جاتا ہے۔ ایک مقامی عیسائی ڈاکٹر نے کہا کہ میں خطبہ باقاعدگی سے سُنتا ہوں اور میری درخواست ہے کہ مقامی زبان میں اس کا ترجمہ کیا کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح

اسلام اور احمدیت کے پیغام پہنچانے کے انتظامات فرما رہا ہے۔

حضور انور نے ٹرینیڈاڈ، کرغیزستان، پیرا گوئے اور بنگلہ دیش کے بھی واقعات بیان کر کے فرمایا کہ ایک وقت میں ان کے سینے بھی کھلیں گے اور یہ احمدیت کو پہچان بھی لیں گے۔ خلافت کی برکات جاری رہیں گی۔

یہ واقعات خلافت احمدیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ کر دنیا کو جو امت واحدہ بنانا تھا اُس کی سچائی کا ثبوت ہیں۔

نامساعد حالات کے باوجود صرف خلافت احمدیہ ہی ساری دنیا میں اسلام کی ترقی اور تبلیغ کا کام کر رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ تا قیامت چلے گی، ہمیشہ قائم رہے گی اور کوئی دشمن اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ پس اپنے ایمانوں میں جلا پیدا کریں، اپنے آپ کو خلافت سے جوڑے رکھیں اور اس کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ میں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ الدُّعَاءُ۔ اَلصَّلٰوۃُ مُخُّ الْعِبَادَۃ

یعنی نماز ہی دعا ہے۔ نماز عبادت کا مغز ہے۔

جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لیے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدِّنظر رکھتا ہے اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ یہ اس واسطے روا رکھا گیا ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتے ہیں خاص کر خامی اور کچے پنے کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں۔ صلوٰۃ کا لفظ پُر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے ویسی ہی گدازش دعا میں پیدا ہونی چاہیے۔ جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 367-368)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مبارک وہ ہے جو کامیابی اور خوشی کے وقت تقویٰ اختیار کرے''۔

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 99۔
جدید ایڈیشن الحکم 24 جون 1901ء صفحہ 21)



خلاصہ خطاب برموقعہ نیشنل امن سمپوزیم برطانیہ

بیان فرمودہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مؤرخہ 4 مارچ 2023 بمقام طاہر ہال بیت الفتوح

حضور انور ایدہ اللہ نے تعوذ کے بعد ارشاد فرمایا! سب سے پہلے مَیں اپنے اِن تمام مہمانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو آج شام یہاں ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں، کوویڈ وبائی بیماری کی وجہ سے ہم پچھلے کچھ سالوں سے اِس طرح کے مہمانوں کا استقبالیہ کرنے سے قاصر رہے۔ یہ تقریب بیت الفتوح مسجد کمپلیکس کے انتظامی بلاک کی تعمیر نو کے افتتاح کے لئے منعقد کی جارہی ہے اور افتتاح کے ساتھ ساتھ ہم اپنا نیشنل امن سمپوزیم بھی منعقد کررہے ہیں۔ اِس لئے مَیں مختصراً مقاصد مسجد کا تذکرہ کرنے کی کوشش نیز دنیا کی موجودہ حالت اور عالمی امن و سلامتی کے حصول کے بارہ میں بھی اپنے خیالات پیش کروں گا۔

احمدی مسلمانوں کا عقیدہ

میرے خیال کے مطابق حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر حقوق اللہ کی ادائیگی یا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ممکن نہیں۔ اِس لئے سچے مسلمان اپنی زندگی پُرامن طریقے سے بسر کرتے ہوئے معاشرہ میں امن، رواداری اور باہمی افہام وتفہیم کا پرچار کرتے ہیں۔ درحقیقت احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہماری جماعت کے بانی کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی توجہ اِن بنیادی اسلامی اصولوں کی جانب مبذول کرنے کے لئے بھیجا تھا جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی نیز دنیا بھر میں ہر جگہ امن وہم آہنگی پھیلانے کی کوشش کرنا ہے۔

مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں

جو اللہ کے گھر میں داخل ہوتا ہے وہ سلامتی میں داخل ہوتا ہے، اِس قرآنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک سچا مسلمان مسجد میں داخل ہوکر خود امن کی حالت میں داخل ہوگا اور خدا کے حقوق و احکام کو پورا کرکے

دوسروں کے لئے امن وسلامتی کا مینار ثابت ہوگا۔قرآن پاک میں بیان ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص مخلوق خدا کے حقوق کو پورا نہیں کرتا تو اُس کی عبادات اور نمازیں ردّ کر دی جائیں گی، درحقیقت قرآن کریم کہتا ہے کہ جو لوگ دوسروں کے حقوق کی پاسداری نہیں کرتے اُن کی عبادت بجائے ذریعہ نجات اُن کی تنزلی اور ذلت کا ذریعہ بنے گی۔ ہماری تمام مساجد روحانی طور پر مقدس خانہ کعبہ کی آئینہ دار ہیں جہاں یہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے گھر کے طور پر کام کرتی ہیں وہیں بنی نوع انسان کے حقوق کی تکمیل اور دنیا میں قیام امن کا ذریعہ بھی ہیں۔

قرآن پاک کے آغاز سے ہی مسلمانوں کو کی گئی تلقین

اسلامی تعلیمات کا بنیادی ستون یہ ہے کہ ایک مخلص مسلمان کبھی بھی دیگر مذاہب اور عقائد کے لوگوں کو نہ نقصان پہنچائے، نہ کسی بھی قسم کی نفرت کو جگہ دے یا اِن کے بارہ میں کسی بھی طرح سے برا بھلا کہے کیونکہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

درحقیقت ہمارا یقین اور تعلیم ہے

اللہ تعالیٰ تو اُن لوگوں کی بھی حاجتیں پوری کرتا ہے جو اُس کے فضل کی قدر نہیں کرتے اور اُس کے وجود کے انکاری ہیں، نہ صرف وہ اُن کو رزق بلکہ اُن کی محنت کا ثمر بھی دیتا ہے۔ یہ تمام مہربان خدا کا تصور ہے جس پر ہم یقین رکھتے ہیں، یقیناً جو لوگ ایسے مہربان خدا پر ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی بھی دوسروں کے امن و بھلائی کو نظر انداز کرنے کی کوشش نہیں کر سکتے۔ اِس طرح خالصتاً ایسے مہربان اور محبت کرنے والے خدا کا قرب اور محبت حاصل کرنے کے لئے احمدیہ مسلم جماعت پوری دنیا میں امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کی کوشش کرتی ہے۔

ہمارا محرک حقیقی

جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا کہ وبائی مرض سے قبل ہم نے ہر سال اِس نیشنل امن سمپوزیم کا انعقاد کیا اور مقصد امن کو آگے بڑھانے کی کوشش میں اِس تقریب کو دوبارہ شروع کرنے کا موقع ملنے پر ہم شکر گزار ہیں۔ اِس کے علاوہ ہم پوری دنیا میں اِسی طرح کی کانفرنسیں اور تقریبات منعقد کرتے ہیں، جن میں لوگوں کو قطع نظر اُن کی ذات، نسل یا رنگ انسانیت کے بینر تلے اکٹھا اور دنیا میں درپیش مسائل کے حل کی نشاندہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارا محرک حقیقی دیرپا قیام امن ہے تا کہ بنی نوع انسان خود کو تباہی سے بچا سکے۔

صرف امن میں ہی دنیا کی نجات مضمر ہے

ہمارا مقصد اِس حقیقت کے بارہ میں آگاہی پیدا کرنا ہے کہ دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے اور انسانیت پر زور دینا ہے کہ وہ ایک قدم پیچھے ہٹیں اور نہ صرف آج کے لوگوں بلکہ ہماری آنے والی نسلوں کے لئے بھی اپنی ذمہ داریوں پر غور کریں۔ہم ایسی تقریبات منعقد کرتے ہیں تا کہ ہم اپنے پختہ یقین کا اعادہ کر سکیں کہ صرف امن میں ہی دنیا کی نجات مضمر ہے، امن سماجی ترقی و بہبود کے دروازے کھولنے کی سنہری کنجی اور اِس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں ترقی اور خوشحالی کی منازل طے کر سکیں۔

اگر چہ ہم نے اِس پیغام کی طویل عرصہ سے ترویج کی لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اِن باتوں پر کان نہیں دھرا گیا، مجھے یقین ہے کہ اِس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی اکثریت خدا تعالیٰ سے منہ موڑ چکی اور مادیت پرستی اور حصول دنیا داری کو اپنا حتمی مقصد سمجھتی ہے، ایسی ہی فضولیات اور حرص و ہوس کے تعاقب میں بیسویں صدی کے دوران بنی نوع انسان کو دو پُرمصائب اور خوفناک جنگوں میں گھسیٹا گیا۔ ماضی کی ہولناکیوں سے

سیکھنے کی بجائے دنیا ایک بار پھر جنگ وجدل کی لپیٹ میں ہے۔

اسلام نے جارحانہ جنگ کی کبھی اجازت نہیں دی اور نہ دے گا

اسلام نے علاقائی مفادات یا جغرافیائی سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے جارحانہ جنگ کی کبھی اجازت دی اور نہ کبھی دے گا، مزید برآں قرآن پاک نے ہدایت کی ہے کہ حصول امن کے لئے ہر ممکن موقع کو بروئے کار لایا جائے خواہ کامیابی کے امکانات کتنے ہی محدود کیوں نہ ہوں۔

ابھی چند روز قبل ہی یوکرین جنگ کی پہلی برسی منائی گئی

افسوس کی بات یہ ہے کہ جنگ کب اور کیسے ختم ہوگی اِس کا کوئی نشان نظر نہیں آیا، اِس کے باوجود بعض سیاسی رہنماء یہ کہنے سے نہیں رکے کہ ایک بار جنگ ختم ہونے کے بعد روس پر سخت پابندیاں عائد کی جانی چاہئیں اور اِسے اِس کے عمل کی قیمت ادا کرنی چاہئے۔ حضورانور ایدہ اللہ نے اِس تناظر میں حال ہی میں ٹائمز میں شائع ہونے والے ایک صحافی میتھیو پیرس کے کالم کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا: وہ کہتا ہے کہ کسی بھی بامعنی مذاکرات امن سے پہلے اِس طرح کے بیانات غیر ضروری ہیں اور یہ صرف ایک غیر مستحکم صورتحال کو مزید بھڑکانے اور پُرامن حل کے امکانات کو کم کرنے کا کام کرتے ہیں۔ سیاسی لیڈروں کو میڈیا کی قلیل مدتی پذیرائی سے بالاتر ہوکر اِس بات کو سمجھنا چاہئے کہ آج بولے جانے والے الفاظ مستقبل کے اِس خطہ پر طویل سایہ ڈال سکتے ہیں جس سے ہم ابھی تک لاعلم ہیں، اب وہ وقت نہیں ہے کہ شکست خوردہ روس سے بدلہ کی بات کرتے ہوئے نیورنبرگ طرز کے جنگی جرائم کے ٹربیونلز کا مطالبہ کیا جائے۔ حضورانور ایدہ اللہ نے مزید ارشاد فرمایا! مجھے یقین ہے کہ اِسے یہ انتباہ جاری کرنے کا حق ہے، روس اور اِس کے لیڈروں کو دشمنی ختم کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر وہ جانتے ہوں کہ اِن کا انخلاء یقینی بربادی کا باعث بنے گا۔

تنازعات کے پُرامن حل کے لئے اسلامی تعلیمات

حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ اسلامی تعلیمات تنازعات کے پُرامن حل کے لئے ہر ممکن کوشش کی متقاضی ہیں، اِس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ رابطہ کے ذرائع کو کھلا رکھنا اور باہمی طور پر قابل قبول معاہدہ کی شرائط تلاش کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اِس کے باوجود اگر جارح بدحالی اور تباہی پھیلانے پر تلا رہتا اور پیچھے ہٹنے سے انکار کرتا ہے تو اسلام یہ سکھاتا ہے کہ دوسری قوموں کو مل کر ظلم کے خاتمہ کے لئے متناسب اور ضروری طاقت کا استعمال کرنا چاہئے۔ مداخلت کرنے والے فریقین کا مقصد ہمیشہ بجائے جارح سے بدلہ لینے یا تذلیل کے قیام امن رہنا چاہئے۔

سچ یہ ہے کہ جنگ اکثر جنگ کو ہی جنم دیتی ہے

اِسی طرح یوکرین جنگ کا ایک انتہائی خطرناک نتیجہ مخالف سیاسی بلاکس اور اتحادوں کی مضبوطی کی صورت میں نکلا ہے اور بین الاقوامی تعلقات میں استعمال ہونے والی بیان بازی ہر طرف سے دشمنی کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ سچ یہ ہے کہ جنگ اکثر جنگ کو ہی جنم دیتی ہے، ایسے حقیقی خدشات ہیں کہ یوکرین کا تنازعہ مزید پھیل سکتا ہے یا یہ کہ دیگر ممالک اپنے تنازعات کو حل کرنے کے لئے سفارتی کوششوں کو ترک کرکے طاقت کا سہارا لینے کے لئے ترغیب پکڑیں گے۔

یورپ کا ایک بڑا حصہ تابکار قبرستان میں تبدیل ہوجائے گا

حضورانور ایدہ اللہ نے صحافی پیٹر ہچنز کے ایک مضمون کا بھی حوالہ

دیا جس میں اُس نے متعدد مغربی ممالک کی جانب سے اپنے ٹینک یوکرین بجھوانے کے فیصلہ کی بابت لکھا کہ اگر یوکرین کو فراہم کئے جانے والے ٹینک روسی سرزمین میں داخل ہوجائیں تو جو کچھ رونما ہوگا اِس پر حیران نہیں ہونا چاہئے نیز اِس بات کا حقیقی امکان موجود ہے کہ یورپ کا ایک بڑا حصہ تابکار قبرستان میں تبدیل ہوجائے۔

کئی سالوں سے مَیں ایک عالمی جنگ کے خطرہ سے خبردار کر رہا ہوں تیزی سے ماہرینِ تعلیم، سیاسی ماہرین اور قابل احترام تجزیہ کار بھی خبردار کر رہے ہیں کہ ہم تاریخ انسانی کے ایک سنگین دَور کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ روسی ریاست کی طرف سے جتنے بھی جرائم کئے جا رہے ہیں، ہمیں اِس وسیع تصویر کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اگر جنگ کو ختم نہ کیا گیا تو یہ ممکنہ تباہ کن نتائج کے ساتھ ایک بڑے عالمی بحران کا باعث بنے گی، اِس لئے عالمی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ نیک نیتی پر مبنی مذاکرات امن کے ذریعہ اِس جنگ کو ختم کریں، بصورت دیگر مجھے خدشہ ہے کہ یہ جنگ یورپ سے نکل کر مشرقی دنیا ایشیاء تک پھیل جائے گی اور کون جانتا ہے کہ پھر کہاں جا کر رکے۔ عالمی ایٹمی جنگ کے وسیع پیمانہ پر ناقابل تصور، ہولناک اور تباہ کن اثرات کے بارہ میں متنبہ کرنے کے بعد خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو عقل اور تمام بنی نوع انسان کو اُن اصولی مقاصد کے عملی اظہار کی توفیق عطاء فرمائے جو اِس دنیا کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہم سے اپنے اور اپنی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی صورت میں چاہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آ جاتا ہے ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارتِ ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الیٰ اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قربِ الٰہی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 378)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

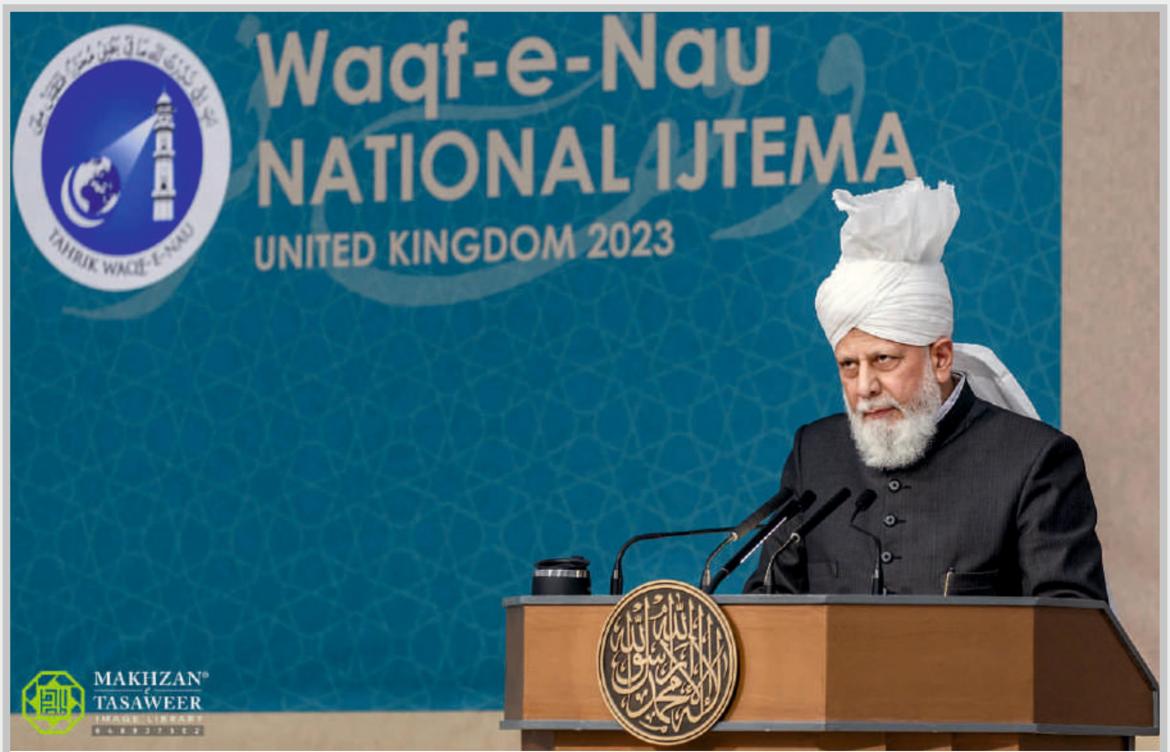
’’ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں‘‘۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 342)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں ۔ عُجب، خود پسندی مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 50۔
جدید ایڈیشن رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 83)



وقف کا ایک تقاضا اپنے اندر قربانی کی حقیقی روح پیدا کرنا ہے

(سالانہ اجتماع واقفینِ نَو (یوکے) سے حضورِانور کا اختتامی خطاب)

مورخہ ۳۰؍اپریل ۲۰۲۳ء بروز اتوار جماعت احمدیہ برطانیہ کے واقفینِ نَو کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اس روز امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس تشریف لائے اور اختتامی اجلاس سے بصیرت افروز خطاب فرمایا۔

اجتماع کی اختتامی کارروائی سے قبل حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت الفتوح تشریف لائے اور ساڑھے چار بجے کے قریب نمازِ ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ پانچ بج کر چھ منٹ پر طاہر ہال میں تشریف لائے اور 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ' کا تحفہ عطا فرما کر کرسئ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔

اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم احسان احمد نے سورۃ الصّٰفّٰت کی آیت ۱۰۰ تا ۱۱۲ کی تلاوت کی اور ان آیات کا اردو ترجمہ عزیزم مظفر احمد جبکہ انگریزی ترجمہ عزیزم مشہود احمد کو پیش کرنے کی سعادت ملی۔ اس کے بعد عزیزم صہیب احمد نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام ۔

تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز نہ تیرے در پر سے جائیں گے ہم



میں سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کیے۔ ان اشعار کا انگریزی ترجمہ عزیزم مبرور فرخ نے پیش کیا۔

بعد ازاں انس رانا صاحب سیکرٹری وقفِ نو جماعت یوکے نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ موصوف نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضورِ انور کی دعاؤں کے طفیل ہمیں چار سال بعد واقفین نو کا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی ہے۔ امسال واقفین نو کو عمر کے اعتبار سے پانچ گروپس میں تقسیم کر کے مزید بیس گروپس میں تقسیم کیا گیا اور ہر گروپ کا ایک نگران مقرر ہوا۔ امسال نصاب کا امتحان نہیں تھا تاہم گروپ لیڈرز مختلف activities کے دوران واقفین کا جائزہ لیتے رہے۔ اجتماع کا افتتاحی اجلاس مکرم لقمان احمد کشور صاحب (انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ) کی زیر صدارت ہوا۔ علمی مقابلہ جات کے علاوہ مختلف ورکشاپس اور پریزنٹیشنز منعقد ہوئیں۔ اسی طرح محترم امیر صاحب جماعت یوکے کے ساتھ ایک خصوصی نشست منعقد کی گئی جس میں امیر صاحب نے خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ چند یادوں کا تذکرہ کیا۔

حاضری کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے موصوف نے بتایا کہ امسال اجتماع میں واقفین نو کی حاضری ۱۵۵۲ تھی جبکہ مہمانوں سمیت کُل حاضری ۱۷۳۷ رہی۔

خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پانچ بج کر پچیس منٹ پر حضورِ انور منبر پر رونق افروز ہوئے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ عطا فرما کر خطاب کا آغاز فرمایا۔ حضورِ انور نے یہ خطاب انگریزی زبان میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کے فضل سے آج شعبہ وقفِ نو برطانیہ کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس اجتماع کا مقصد یہی ہے کہ تمام واقفینِ نو اکٹھے ہو کر تحریکِ وقفِ نَو کے اغراض و مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے دینی اور اخلاقی معیاروں کو بلند کرنے کی مشترکہ کوشش

کریں۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مزید گہرا کرنے کے لیے کوشش کریں۔

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے پہلے ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ اپنی ہونے والی اولاد کو خدا اور اس کے دین کی خاطر پیش کریں گے۔لیکن ہر واقفِ نو پر یہ لازم نہیں کہ وہ خود بھی ضرور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرے بلکہ وہ اپنا فیصلہ کرنے میں آزاد ہے۔آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہیں، کئی ہیں جو شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں اور یوں اپنے والدین پر انحصار کرنے کی بجائے اب خودمختار ہیں۔ پس آپ سب اپنے اس عہد کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔آپ کا یہ عہد کسی معمولی انسان سے کیا گیا عہد نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ سے کیا گیا عہد ہے۔آپ نے یہ عہد کیا ہے کہ آپ اپنی زندگیاں صرف خدا اور اس کے دین کی خدمت میں بسر کریں گے۔آج مَیں اسی حوالے سے کچھ بات کروں گا کہ یہ وقف آپ سے کیا تقاضا کرتا ہے اور قربانی کی کیا روح ہے جو آپ میں ہونی چاہیے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنے عقیدے، اپنے عمل اور اپنے کردار میں بہترین بن کر دکھائیں۔آپ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگیاں بسر کرنے والے ہوں۔آپ ہمیشہ خدا کی محبت کے حصول میں مشغول رہیں کیونکہ اسی طرح آپ اپنے حقِ بیعت کو ادا کرسکتے ہیں۔

آپ کا عہد یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ آپ ہر قربانی کے لیے ہمیشہ تیار رہیں۔خدا سے ہمیشہ وفا کا تعلق نبھانے والے ہوں۔وفا کے مضمون میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی روشنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دی ہے۔ جہاں قرآن کریم نے فرمایا کہ ابراہیم وہ ہے کہ جس نے وفا کا حق ادا کردیا۔گویا قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفا کی شہادت دی ہے۔پس آپ کا عہد بھی ایسی ہی وفا کا تقاضا کرتا ہے۔آپ نے اپنے آخری سانس تک اس عہد کو نبھانا ہے۔اگر ہر واقف نو اپنے عہد کو نبھانے والا بن جائے تو یقیناً ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوجائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ انسان خدا کی خاطر کامل سچائی پر قائم رہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق وفا ایک موت مانگتی ہے۔انسان اپنی نفسانی خواہشات اور دنیا کی رنگینیوں سے منہ موڑ کر ہی خدا سے وفا کا حق ادا کرسکتا ہے۔

یادرکھیں کہ خدا تعالیٰ کی راہ ایک دشوار گزار راستہ ہے۔یہ کوئی آسان راہ گزر نہیں۔ ہر وہ چیز جو خدا سے دور لے جانے والی ہے اسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرک قرار دیا ہے۔پس ان پوشیدہ اور مخفی شرک کی راہوں سے بچ کر ہی ہم وفا کا حق ادا کرسکتے ہیں۔اس بات کا زبانی اقرار کرنا تو آسان ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہوں، اور اس کی راہ میں ہر قربانی کے لیے تیار ہوں لیکن اس کا صحیح علم تو امتحان کے وقت ہی ہوتا ہے۔جب انسان سے قربانی مانگی جائے تو اس وقت پتا چلتا ہے کہ وہ اپنے عہد میں کتنا سچا ہے۔ایسے قربانی کرنے والے جو خدا پر توکل کرتے ہوئے، مشکلات کا مقابلہ صبر اور حوصلے کے ساتھ کرتے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں بڑی خوش خبری دی ہے۔آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص خدا کی خاطر ہم و غم برداشت کرتا ہے خدا خود اسے ہم و غم سے نجات عطا فرماتا ہے۔ دیکھو حضرت ابرہیم علیہ السلام خدا کی خاطر اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے آمادہ ہوگئے تو خدا نے آپ علیہ السلام کو ہر پریشانی اور ابتلا سے خود ہی بچالیا یہاں تک کہ آگ تک آپ علیہ السلام کو نقصان نہ پہنچا سکی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی ہر طرح کی قربانی کے لیے خود کو پیش کیا۔ انہوں نے اپنی خواہشات اور اپنی پسند کو خدا کی خاطر قربان کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہدِ مبارک میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد نے اپنی تعلیم کو دنیا کمانے کی بجائے دین کی خدمت کی خاطر استعمال کیا۔

ان صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے عہدوں کو نبھانے والے ہوں۔ اس مقصد کے لیے سب سے بڑھ کر جو بات اہمیت کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنی عبادات کے معیار بلند کرنے والے ہوں۔ اپنی پنجوقتہ نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ پوری توجہ اور مطالب کو سمجھتے ہوئے دعا کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ تیز تیز اور جلد نماز ادا کرنے کی بجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز کو سنوار کر ادا کرنے والے ہوں۔ ہر واقفِ نو کو اپنی نمازوں کے معیار کو بلند کرنے کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ سجدہ میں تضرع کے ساتھ دعائیں کرے۔ پس ہمیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نماز ادا کرنی چاہیے۔ ایک واقفِ نَو کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے وفا کا اعلیٰ معیار حاصل کرے۔ بطور وقفِ نَو آپ کو چاہیے کہ قرآن کریم کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کی تفاسیر کا مطالعہ کریں۔ اگر آپ ان تفاسیر کو نہیں پڑھیں گے تو کس طرح آپ ان تعلیمات کو دنیا تک پہنچائیں گے۔

ہر وقفِ نَو کا فرض ہے کہ اپنی اخلاقی حالت کو بہتر بنائے اور روزمرّہ کی زندگی میں اپنے اردگرد کے تمام لوگوں کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے۔ ہمیشہ سچ بولیں، لوگوں سے محبت کے ساتھ پیش آئیں اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں۔ جن کی شادیاں ہونے والی ہیں وہ بھی تقویٰ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنی شریک حیات کا انتخاب کریں۔ شادی کے بعد اپنی بیویوں سے محبت کے ساتھ پیش آئیں اور اپنے بچوں کے سامنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں اور ان کے لیے نمونہ بنیں۔ اس طرح آپ آئندہ نسلوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ یہ نصائح عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کے لیے بھی ہیں۔

حیا مردوں کے لیے بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح عورتوں کے لیے ہے۔ مردوں کو چاہیے کہ جب وہ باہر نکلیں تو غضِ بصر سے کام لیں۔ سوشل میڈیا کے بُرے اثرات سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔ گندی فلمیں اخلاق کے لیے سخت نقصان دہ ہیں لہٰذا اس سے بھی بچنے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی بچے خاص طور پر واقفین نو کے لیے لازم ہے کہ حیا کو اپنا شیوہ بنائیں۔

اگر آپ خدام الاحمدیہ میں ہیں تو ان کے اجتماعات میں بھرپور شرکت کریں اور اپنی ذیلی تنظیم کی طرف سے مفوضہ ڈیوٹیوں کو بھی مستعدی سے ادا کریں۔ ہمیشہ کوشش کریں کہ اجتماعات کے تمام پروگرامز میں شامل ہوں۔ اپنی دینی تعلیمی استعداد بڑھا کر دوسروں کے لیے ایک نمونہ بنیں تا کہ آپ میں اور دوسروں میں ایک واضح فرق نظر آئے۔ اگر آپ یہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے افضال حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح تبلیغ کرنا بھی آپ کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیے تا کہ اسلام کے بارے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دُور کر کے دنیا کو حقیقی اسلامی تعلیم سے رُوشناس کروائیں اور یہ اُسی وقت ممکن ہوگا جب آپ اپنے دینی علم کو بڑھائیں گے۔ اس کے لیے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں اضافہ فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل سے ہمیشہ عاجزی کا اظہار ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم عاجزی اور انکساری کے ساتھ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کے نقش قدم پر چلیں تا کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے بنیں۔

دینی تعلیم کے علاوہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنی بھی ضروری ہے۔ اس لیے واقفین نو کو چاہیے کہ اپنے دینی علم کے علاوہ دنیاوی تعلیم میں بھی اضافہ کریں۔ جامعہ احمدیہ کے طلبہ کو چاہیے کہ وہ اپنے دنیاوی علم کو بڑھانے کی کوشش کریں تا کہ انہیں علم ہو کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ ایسے واقفین نو جو ملازمت کر رہے ہیں یا تحقیق کے شعبہ میں ہیں وہ بھی اپنے علم کو بڑھائیں۔ جب آپ اپنے علم کو بڑھائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ دنیا کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی عظمت کو بتانے والے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے وفا کا تعلق بڑھانے والے ہوں اور آپ کا اخلاق و روحانی معیار بڑھے اور آپ دلوں کو فتح کرنے والے بنیں۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور تمام حاضرین کو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کا تحفہ عطا فرما کر طاہر ہال سے تشریف لے گئے۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تزکیۂ نفس بھی ایک موت ہے
جب تک کُل اخلاق رزیلہ کو ترک نہ کیا جاوے
تزکیۂ نفس کہاں حاصل ہوتا ہے''

(ملفوظات، جلد ۹، صفحہ ۲۸۱)

انسان کس طرح دیکھے کہ اس میں تقویٰ ہے یا نہیں اور متقی کون لوگ ہوتے ہیں اس کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضلِ الٰہی تھا ان صِدقوں کے باعث جو ان کی فطرت میں تھے۔ یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھیے آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پروا نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب:57)

اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 37)



امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ساتھ

ورچوئل ملاقات کی سعادت

مجلس عاملہ انصاراللہ آسٹریلیا کے اراکین کا اعزاز

آسٹریلیا کی مجلس عاملہ انصاراللہ کے اراکین کو مؤرخہ 7 مئی 2023ء کو سیدنا وامامنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ورچوئل ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز MTA Studio Tilford, Islamabad سے اس مجلس میں رونق افراز ہوئے اور اس مجلس کی صدارت فرمائی۔ جبکہ عاملہ ممبران کو سڈنی کی مسجد بیت الہدیٰ کے خلافت ہال سے اس مجلس میں شمولیت کا اعزاز نصیب ہوا۔

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شاملین سے گفتگو فرمائی۔ نائب صدر صاحب صفِ دوم (برائے انصاراللہ بعمر 40 تا 55 سال) سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ انصاراللہ کو صحت منداور تندرست رہنے کے سائیکلنگ کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اس ذریعہ سے بھی لوگوں تک اسلام کا پرامن پیغام پہنچتا ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور مثال یو۔کے کے سائیکل سواروں کا ذکر فرمایا جو کہ ان دنوں سپین میں سائیکل سفر کر رہے تھے اور روزانہ تقریباً 200 کلومیٹر کا سفر طے کر رہے تھے۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذکر فرمایا کہ کس طرح ان سائیکل سواروں نے سپین کے مقامی سائیکلنگ کلبز کے ساتھ مل کر سائیکل سفر کیا

اوراس طرح انہیں مقامی لوگوں تک اسلام کی حقیقی پر امن تعلیم پہنچانے کا موقع ملا۔ انصار اللہ آسٹریلیا کو اس قسم کے پروگرام بنانے کی ترغیب دلاتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''آپ کو مقامی سائیکلنگ کلبز کے ساتھ رابطہ قائم کرنا چاہئے اور ان کے تعاون کے پروگرام منعقد کرنے چاہئیں۔ اس طرح آپ چیریٹی کے لئے بھی زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں اسلام کی پر امن تعلیمات سے بھی آگاہ کر سکتے ہیں۔ آپ لٹریچر بھی تقسیم کر سکتے ہیں اور ایسی شرٹس پہن سکتے ہیں جن پر اسلام کا پیغام ''محبت سب کے لئے'' چھپا ہوا ہو۔ اسی طرح معاشرے کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی اسلامی تعلیم ان تک پہنچا سکتے ہیں۔ اسی طرح آپ تیسری جنگ عظیم کے خطرات کے متعلق انہیں آگاہ کر سکتے ہیں۔ مقامی سائیکلنگ کلبز کے ساتھ تعاون سے مقامی لوگوں کے ساتھ آپ کے روابط بڑھیں گے اور آپ زیادہ لوگوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس طریق سے غیر مسلم لوگ بھی تبلیغ کے میدان میں آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہوں گے۔''

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد صاحب تربیت (انصار کی روحانی تربیت کے نگران) کو ہدایت فرمائی کہ انصار کو نمازوں کی اہمیت کے متعلق مستقل تلقین کی جاتی رہنی چاہئے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''آپ دینی تعلیمات کے متعلق چھوٹے چھوٹے پیغام تیار کر کے لوگوں کو بھجوا سکتے ہیں یا ان پیغامات کو چھپوا کر لوگوں میں تقسیم کر سکتے ہیں تا کہ عبادات میں باقاعدگی کی طرف ان کی توجہ مبذول کروائی جا سکے۔ انصار اللہ میں آنے کے بعد تو لوگوں کو اپنی نمازوں کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہئے۔ اس عمر کے بعد تو اخروی زندگی نظر آنے لگتی ہے۔ اس لئے انہیں بار بار توجہ دلاتے رہیں کہ اپنی نمازیں باقاعدگی سے ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کریں۔ اسی طرح انہیں قرآن کریم کی تلاوت اور اپنے دینی علم میں بہتری پیدا کرنے کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ جب وہ اپنے دینی علم میں بہتری لائیں گے تو وہ اپنے اندر ایک انقلابی تبدیلی لا سکیں گے۔ نیز خطبہ جمعہ باقاعدگی کے ساتھ سننے کی طرف بھی انہیں توجہ دلاتے رہیں''۔

قائد صاحب تبلیغ (غیر از جماعت لوگوں تک پیغام پہنچانے کے نگران) سے مخاطب ہوتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تلقین فرمائی کہ اراکین عاملہ کو آسٹریلیا کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے میں اپنا عمدہ نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ اگر معمر احباب زیادہ کچھ نہیں کر سکتے تو وہ ویک اینڈ پر جب ان کے پاس وقت ہو تو کم سے کم فلائرز ہی تقسیم کر سکتے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آسٹریلیا میں بہت کم لوگ جماعت سے متعارف ہیں۔ اسی لئے بسا اوقات وہ جماعت احمدیہ اور اس کی مساجد کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ناواقف ہیں جس پر احمدی مسلمان عمل پیرا ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''تمام ذیلی تنظیموں کو مل کر کام کرنا ہوگا تا کہ جماعت احمدیہ کے متعلق لوگوں میں آگاہی پیدا کر سکیں۔ لوگوں پر واضح ہونا چاہئے کہ احمدی مسلمان امن سے محبت کرنے والے ہیں اور ہمیشہ تمام قوموں کے درمیان محبت اور امن کی تعلیم کو پھیلانے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ جب آپ لوگوں کو بنیادی تعارف کروا چکے ہوں گے تب ہی آپ ان پر واضح کر سکتے ہیں کہ اسلام ہی حقیقی مذہب ہے۔ اور مسیح موعود آ چکے ہیں یا نہیں۔ ان اہم موضوعات پر تب ہی بات ہو سکتی ہے جب آپ انہیں پہلے اپنا بنیادی تعارف کروا چکے ہوں''۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا کہ مجلس انصار

اللہ کو اپنے آپ کو چھوٹے چھوٹے پروگرام منعقد کروانے تک ہی محدود نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ ہر ہفتہ سینکڑوں ہزاروں لوگوں تک اسلام کی تعلیم پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''آپ کو پہلے زمین تیار کرنی ہوگی تا کہ لوگ آپ سے واقف ہوں۔ آسٹریلیا کی پچاس سے ساٹھ فیصد آبادی کو جماعت احمدیہ کا تعارف ہونا چاہیئے۔ آپ ایسا میڈیا کے ذریعہ اور لٹریچر اور پمفلٹس تقسیم کر کے کر سکتے ہیں۔ پرانے ذرائع کو ہی استعمال نہ کریں بلکہ تبلیغ کے نئے ذرائع تلاش کریں۔ سرسری کوشش سے دنیا کو اسلام کی پر امن تعلیم سے آگاہ نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ آپ کو اس ضمن میں بہت زیادہ کوشش اور محنت کرنی چاہیئے۔ انصار اللہ کی عمر کے ممبران زیادہ عقل وفہم رکھتے ہیں اس لئے انہیں بہتر منصوبہ بندی کرنی چاہیئے۔ آپ کو ایسے پروگرام بنانے چاہئیں اور ایسے نئے ذرائع استعمال کرنے چاہئیں جو پہلے کبھی بھی مستعمل نہ رہے ہوں''۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قائد صاحب ایثار (خدمت خلق کے نگران) کو نصیحت فرمائی کہ انہیں ماحول کی بہتری کے لئے درخت لگانے چاہئیں۔ نیز اس امر کو بھی یقینی بنانا چاہیئے کہ یہ ذریعہ بھی اسلام کی پرامن تعلیم پہنچانے کا ہونا چاہیئے۔

اس ملاقات میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی کہ اراکین عاملہ کو وقف عارضی بھی کرنی چاہیئے۔ انہیں چاہیئے کہ کچھ دن وقف کریں جن میں وہ صرف جماعت احمدیہ کی خدمت کریں۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ ایک ''بہت بڑی کامیابی'' ہوگی اگر تمام عاملہ ممبران اس سکیم میں حصہ لیں۔ اس سے دوسرے لوگوں کو بھی توجہ ہوگی اور وہ بھی اس سکیم میں حصہ لینے کی کوشش کریں گے۔

نماز کیا چیز ہے اور حقیقی نماز کیسی ہونی چاہیے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقین کامل ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہوگا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔ گناہ سے بچنے کے لیے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو۔ اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو۔ اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضا وقدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی۔ نماز جو کہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا۔ تب تک وہ سچی نماز ہرگز نہ ہوگی۔ نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں۔ نماز وہ شَے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرّع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے اور نفس امارہ کی شوخی کم ہوگئی ہے۔ جیسے اژدھا میں ایک سمِّ قاتل ہے اسی طرح نفس امارہ میں بھی سمِّ قاتل ہوتا ہے اور جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے۔'' (ملفوظات جلد 7 صفحہ 123)



حضورِانور کی جامعہ یوکے کی تقریبِ تقسیمِ اسناد میں بابرکت تشریف آوری اور بصیرت افروز خطاب

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جامعہ احمدیہ کی تقریبِ تقسیم اسناد کو امتیاز بخشنے کے لیے مورخہ ۱۳ مئی ۲۰۲۳ کو ساڑھے بارہ بجے کے کچھ بعد احاطہ جامعہ احمدیہ میں رونق افروز ہوئے۔ بارہ بج کر چونتیس منٹ پر حضورِانور کی موٹر تقریب کے لیے لگائی جانے والی مارکی کے دروازے کے سامنے رکی اور حضورِانور نے جامعہ احمدیہ کی سرزمین پر قدم رنجہ فرمایا۔ محترم مرزا ناصر انعام احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے نے آگے بڑھ کر حضورِانور کا استقبال کیا۔ اس موقع پر محترم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت یوکے)، محترم ظہیر احمد خان صاحب (صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ)، مکرم حافظ اعجاز احمد صاحب (نائب ناظمِ اعلیٰ تقریب) نیز دیگر ممبرانِ قافلہ وہاں موجود تھے۔ حضورِانور مارکی کے اندر تشریف لے گئے جہاں حاضرینِ محفل نے اپنے آقا کے ادب میں کھڑے ہو کر حضورِانور کا استقبال کیا۔ حضورِانور نے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ عنایت فرماتے ہوئے تشریف رکھنے کا ارشاد فرمایا اور کرسئ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اسٹیج کے سامنے لگائی گئی میزوں پر سفید و سیاہ یونیفارم میں ملبوس فارغ التحصیل طلبہ جامعہ موجود تھے جبکہ دیگر میزوں پر دیگر مہمان بیٹھے ہوئے تھے۔

تقریب کا آغاز سورہ الزمر کی آیات ۱۰ تا ۱۳ کی تلاوت سے ہوا جو عزیزم احسان احمد صاحب نے کرنے کی سعادت پائی۔ آیاتِ متلوہ کا تفسیر صغیر سے اردو ترجمہ عزیزم حافظ شاہزیب نیر نے پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزم دانش خرم نے منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوان ''محمود کی آمین'' میں سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کیے۔

بعد ازاں ظہیر احمد خان صاحب صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ یوکے نے رپورٹ پیش کی۔

اس کے بعد تعلیمی سال ۲۰۲۱ء اور ۲۰۲۲ء کی چھ کلاسوں میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے طلبہ کو امتیازی اسناد نیز ۲۰۱۹ء تا ۲۰۲۲ء میں فارغ



التحصیل قرار پانے والے مربیان کرام کو اسناد سے نوازا۔

خطاب حضورِ انور

بعدازاں ایک بج کر پانچ منٹ پر حضورِ انور منبر پر تشریف لائے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ عنایت فرما کر خطاب کا آغاز فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ایک لمبے وقفے کے بعد جامعہ احمدیہ یوکے کے طلبہ کی تقریبِ تقسیمِ اسناد منعقد ہو رہی ہے۔ کورونا وبا کی وجہ سے یہ سلسلہ تعطّل کا شکار تھا، جامعہ احمدیہ کے طلبہ سے میری انفرادی ملاقاتیں بھی باقاعدہ نہیں ہو پا رہی تھیں۔ اس لیے آج بہت سے طلبہ کے چہروں کو مَیں نہیں پہچان پایا۔ بعض طلبہ کے مَیں نے ماسک اتروا کر بھی دیکھا۔ پس ذاتی ملاقاتوں اور رابطے کا یہ فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ چہرہ شناسی ہو جاتی ہے۔ پھر ان کی رپورٹس کے ذریعے ان کے کام یاد رہتے ہیں۔ بہرحال یہ وبا اب اپنے اختتام پر ہے اور ان شاء اللہ اب تمام پروگرام آہستہ آہستہ دوبارہ شروع ہو جائیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جس مقصد کے لیے آپ جامعہ میں داخل ہوئے تھے اس کو حاصل کرنے کی ہر دم کوشش کرتے رہنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی تھوڑی سی ٹریننگ لے کر آپ جامعہ سے فارغ ہو رہے ہیں، آپ کو وہ راستے دکھائے گئے ہیں کہ جو ایک مربی اور مبلغ اور واقفِ زندگی کے راستے ہونے چاہئیں۔ یہ نہیں کہ ابھی آپ نے اس منزل کو پا لیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اب آپ نے خود محنت کرنی ہے۔ پہلے تو آپ اساتذہ سے مدد لے لیتے تھے۔ علم کو وسیع کرنا ہر مربی اور واقفِ زندگی کا کام ہے۔ میدانِ عمل میں آ کر ذاتی مطالعہ زیادہ بہتر ہو جانا چاہیے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مبلغین کو جو نصائح فرمائی ہیں وہ ''زریں ہدایات برائے مبلغین'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع شدہ ہیں۔ اگر مربیان اور مبلغین ان نصائح پر عمل پیرا ہو جائیں تو یقیناً ایک انقلاب برپا ہو جائے۔ پس یہ کتاب ہر مربی اور مبلغ کو اپنے پاس رکھنی چاہیے اور اس کا مطالعہ کر کے اس کے نوٹس بنانے چاہئیں۔ اگر ایسا کریں گے تو یقیناً اپنی کارگزاری میں بہتری بھی لا سکیں گے۔

اس وقت مَیں بعض اہم نکات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو ہر مربی اور مبلغ کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنے چاہئیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ ایک مبلغ اور مربی بے غرض ہو۔ اگر اس کی ذاتی اغراض نہیں ہوں تو اسے اس طرح نہ صرف اپنوں کی تربیت میں مدد ملتی رہے گی بلکہ تبلیغ کے میدان میں بھی اسے فائدہ ہوگا۔ ہمارے بہت سے بزرگ مبلغین نے اس نکتے پر عمل کیا اور اس وجہ سے ان کے تبلیغ کے میدان وسیع ہوتے چلے گئے۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ مربی اور مبلغ میں دلیری ہونی چاہیے۔ تربیتی اور تبلیغی امور میں کسی مصلحت کا شکار ہوئے بنا صحیح اسلامی نقطۂ نظر بغیر کسی خوف کے بیان کرنا چاہیے۔ آج کل معاشرے میں بہت سی برائیاں

ہیں، انہیں جرأت اور حکمت سے بیان کرنا اور اصلاح کی کوشش کرنا ہر مربی کا کام ہے۔

پھر ایک مربی اور مبلغ کے لیے یہ بات بھی بہت ضروری ہے کہ اس میں اپنوں اور غیروں سب کے لیے ہمدردی کا جذبہ ہو۔ وہ ان کے درد کو محسوس کرے۔ جب لوگوں کو ایسی ہمدردی نظر آتی ہے تو ان پر اثر ہوتا ہے اور یوں تربیتی اور تبلیغی دونوں میدانوں میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ ہر مربی اور مبلغ کو دنیاوی علوم کی بھی واقفیت ہونی چاہیے۔ صرف یہ نہیں کہ دینی علم ہی حاصل کرتے رہیں۔ دنیاوی علوم پر بھی نظر رکھیں۔ اخبارات پڑھیں، بعض آرٹیکل آتے ہیں انہیں پڑھیں۔ حالاتِ حاضرہ کی صورت حال کا بھی علم ہونا چاہیے۔ جب ان چیزوں کو مدنظر رکھ کر آپ لوگوں کو کوئی بات کہیں گے تو لوگ سوچیں گے کہ اس کو دنیاوی علوم کی بھی خبر ہے، حالات حاضرہ پر بھی اس کی نظر ہے تو یقیناً اس کا زیادہ اثر ہوگا۔

پھر یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ مربیان اور مبلغین کو اپنی ظاہری صفائی کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ ان کا لباس باوقار ہونا چاہیے۔ دوسروں پر اس کا اثر ہوتا ہے۔

پھر ایک ضروری بات یہ ہے کہ قناعت کی عادت پیدا کریں۔ ذاتی اخراجات اپنی آمد کے مطابق ڈھالیں۔ بہت کم الاؤنس ملتا ہے، اس کم سے کم الاؤنس میں گزارہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کسی دوسرے ذرائع سے آمد ہو جاتی ہے تو یہ اللہ کا فضل ہے۔ لیکن کسی سے امید نہیں رکھنی، یہی سوچنا ہے کہ ہم نے اپنے اخراجات کم سے کم آمدنی میں پورے کرنے ہیں۔ یہی بات اپنے بیوی بچوں کے ذہنوں میں ڈال دیں۔ ایسا کریں گے تو ہی گھریلو زندگی پُرسکون ہوگی۔

اسی طرح جماعتی اموال کو بھی نہایت احتیاط سے خرچ کرنے کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ جب افرادِ جماعت کو یہ لگے گا کہ یہ جماعتی اموال کی حفاظت کرنے والے ہیں، اس کا خیال رکھنے والے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ لوگوں پر آپ کی ہر بات کا زیادہ بہتر اثر ہوگا۔

پھر یہ بھی بہت ضروری بات ہے کہ خود پسندی اور خودستائشی نہ ہو۔ آپ جو بات کریں، جو لیکچر دیں، اگر وہ لوگوں کو پسند آئے تو یہ نہیں کہ اسے آپ اپنے لیے فخر کا ذریعہ بنالیں۔

فرمایا کہ پھر ایک مربی اور مبلغ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ تہجد پڑھنے والا ہو، نوافل پڑھنے والا ہو۔ مربی پر اعتراض کبھی نہیں ہونا چاہیے کہ نماز کے وقت نماز سینٹر یا مسجد بند تھا۔ کبھی یہ احساس نہ ہو کہ مربی صاحب فجر پر نہیں آئے۔ اس سے جماعت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پھر ہمیشہ احساس ہو کہ دعاؤں اور عبادت کے بغیر ہم کچھ نہیں۔ دعاؤں، ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ ضروری ہے۔ مبلغ اور مربی کی یہ بھی خصوصیت ہونی چاہیے کہ اس میں انتظامی قابلیت بھی ہو، جماعتی قواعد کا علم ہو۔ جماعتی روایات کا علم ہو۔

نوجوانوں کی اس کے مطابق تربیت کریں تا کہ جماعت کو آئندہ نسل میں کام کرنے والے میسر ہوتے رہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ بات بھی سامنے رکھنی چاہیے کہ آج کل کے ماحول میں جو باتیں رواج پا رہی ہیں۔ ان دلیلوں سے لوگوں کو سمجھائے۔ بچوں کی تعلیم، عورتوں کے حقوق، مکس گیدرنگ، شراب پینا، بہت ساری باتیں ہیں جن کے لیے دنیاوی لحاظ سے بھی علم کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ یہ بات ذہن میں نہ آئے کہ دینی علم بہت زیادہ ہے، میں ہر بات کا جواب دے سکتا ہوں۔ علم حاصل کرنے کی کوئی حد نہیں۔ علم کو بڑھانے کی کوشش کرتے رہیں۔ نئے اعتراضات یا پرانے اعتراضات جنہیں نئے دجالی رنگ میں پیش کیا جاتا ہے ان کے جواب تیار کریں، علم حاصل کر کے، مختلف کتب پڑھ کر جواب دینے کی کوشش کریں۔

سوشل میڈیا پر تبلیغ کے حوالے سے حضورِانور نے فرمایا کہ لوگ چھوٹے چھوٹے اقتباس لگا دیتے ہیں جو تبلیغ کا ایک طریق ہے۔ اس لیے تبلیغ کے لیے خود سوچیں اور تدابیر اختیار کریں۔ ہمارا کام آواز دینا ہے جس کی فطرت نیک ہوگی وہ آئے گا انجام کار۔

حضورِانور نے فرمایا کہ مربی کا ایک کام جماعت کی علمی اور اخلاقی تربیت اور ترقی بھی ہے۔ اس سلسلہ میں متعلقہ عہدیداران سے تعاون کے ساتھ ساتھ اپنے تمام وسائل استعمال کریں اور دعا بھی کریں اللہ ایسے ہی برکت دے گا۔

حضورِانور ایّدہ اللہ نے اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ جہاں جہاں مربی کی ڈیوٹی لگی ہے وہاں اس طرح خدمت کریں تو ان شاء اللہ نتائج بہترین نکلیں گے۔ اللہ کرے کہ آپ ایسے مربی بنیں تا کہ ایک روحانی انقلاب لاسکیں اور اپنا بہترین نمونہ پیش کرنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعودؑ کی اور خلافت کی منشا کے مطابق خدمت بجا لانے والے بن سکیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اب دعا کر لیں۔

بعد ازاں حضورِانور نے ایک بج کر اکیالیس منٹ پر دعا کروائی جس کے بعد مہمانانِ کرام نماز کی تیاری کے لیے تشریف لے گئے جبکہ طلبہ و اساتذہ جامعہ احمدیہ نیز آج اسناد وصول کرنے والے مبلغین کرام کی حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر ہوئیں۔ تصاویر کے بعد حضورِانور جامعہ احمدیہ آڈیٹوریم تشریف لے گئے جہاں نمازِ ظہر اور عصر باجماعت ادا کی گئیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس مارکی میں تشریف لائے جہاں پر ظہرانہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور کے ساتھ مین ٹیبل پر ۲۰؍احباب کرام کو بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانان کی کل تعداد سات صد سے زائد تھی۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل)

ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہماری نیت یہ ہے کہ مسجدیں بنانے سے ہماری عبادتوں میں بھی باقاعدگی پیدا ہو اور یہ مسجد یہاں تیرے مسیح کی خواہش کے مطابق احمدیت کی تبلیغ کا ذریعہ بھی بنے۔

اس کے لئے ہماری دعاؤں کو سنتے ہوئے، ہماری قربانی کو قبول کرتے ہوئے اس مسجد کے اردگرد ہمیں اس قوم میں سے بھی نمازی عطا فرما دے، تو اللہ تعالیٰ یقیناً ایسی دعاؤں کو سنتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ مسجدیں تعمیر ہوں اور پھر اس کو آباد رکھنے کی بھی پوری کوشش ہو۔ آپ لوگ نیک نیتی سے مسجدیں بناتے چلے جائیں گے تو آبادیاں خود بخود وہاں پہنچ جائیں گی۔ اب مسجد فضل لندن کو دیکھ لیں اس وقت کے مبلغ نے یا شاید کسی احمدی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ بہت دُور جگہ ہے۔ یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا، نہیں جو جگہ مل گئی ہے یہ ٹھیک ہے یہیں بنائیں۔ آج دیکھ لیں جو مسجد فضل لندن کی یہ جگہ ہے، کس طرح آباد ہے۔ یہ علاقہ رہائش کے لحاظ سے بھی مہنگے علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 16 جون 2006)



”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“

(نمائندگان شوریٰ کی ذمہ داریوں کی بابت

حضورانور کا مجلس شوریٰ برطانیہ ۲۰۲۳ء سے خطاب)

(مسجد بیت الفتوح مورڈن، لندن، یوکے ۲۱؍مئی ۲۰۲۳ء)

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز طاہر ہال، مسجد بیت الفتوح، مورڈن میں منعقد ہونے والی مجلس شوریٰ برطانیہ ۲۰۲۳ء (منعقدہ ۲۰و۲۱؍مئی ۲۰۲۳ء) کے اختتامی اجلاس میں بنفسِ نفیس رونق افروز ہوئے اور انگریزی زبان میں بصیرت افروز اختتامی خطاب فرمایا۔

حضورِانور کا قافلہ ایک بج کر پانچ منٹ پر بیت الفتوح کے احاطہ میں پہنچا جس کے بعد حضورِانور اختتامی اجلاس کے لیے ایک بج کر ۱۱ منٹ پر طاہر ہال میں تشریف لائے۔ کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے سورۃ النساء کی آیات ۵۹ اور ۶۰ کی تلاوت کی۔ ان آیات کا انگریزی ترجمہ مکرم Jonathan Butterworth صاحب نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

خطاب حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



ایک بج کر ۱۷ منٹ پر مجلس شوریٰ سے (بزبانِ انگریزی) خطاب فرمانے کے لیے منبر پر تشریف لائے اور شاملینِ مجلس کو 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ' کی دعا دی۔ بعد ازاں تشہد، تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے جماعت کو اپنی نیشنل مجلس شوریٰ منعقد کرنے کی توفیق ملی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور اس موقع پر کی گئی سفارشات کو بعد منظوری بہترین رنگ میں عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

جیسا کہ میں نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۲؍مئی میں کہا تھا کہ ممبران شوریٰ کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ شوریٰ کے اختتام پر ہمارا کام مکمل ہو گیا ہے، بلکہ اس کے بعد کام کا آغاز ہوا ہے۔ میری دعا ہے کہ آپ اس روح کے ساتھ کام کرنے والے ہوں، خلیفہ وقت کے حقیقی سلطان نصیر بنیں اور ان مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا۔

آج میں ۱۹۴۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے مجلس شوریٰ پر بیان فرمودہ خطاب سے استفادہ کرتے ہوئے بعض امور بیان کروں گا جس سے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اس خطاب میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کا مصرع

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

پر روشنی ڈالی ہے اور جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس مصرع کی تشریح بیان فرمائی کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جسمانی طور پر صحابہ سے مل سکتا ہے کیونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اگر اپنے اعمال اس قدر پاک وصاف کرے تو وہ صحابہ کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔

صحابی کے معنی ایسے شخص کے ہیں جس کا دل خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو، ایمان اور اخلاص سے پُر ہو اور اپنے مذہب کے لیے ہر طرح کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے بادشاہ کے مصاحب (courtier) کی مثال سے بیان فرمایا کہ گو وہ جسمانی طور پر بادشاہ کی صحبت میں نسبتاً کم رہتے ہیں لیکن انہیں مصاحب کہا جاتا ہے جبکہ ملازموں کو جنہیں صحبت میں زیادہ عرصہ رہنے کا موقع ملتا ہے انہیں مصاحب نہیں کہا جاتا۔ پس صحابی بننے کے لیے جسمانی طور پر قربت کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے آقا کے نقش کو دل پر قبول کیا جائے۔ پس صحابی بننے کے لیے لازمی ہے کہ اپنے آقا کی سچائی پر پختہ ایمان اور اس کی تعلیم کے مطابق عمل کیا جائے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں صرف ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ صحابی نہیں کہلائے بلکہ ہر وہ شخص جو ذرا بھی اخلاص اور محبت رکھتا تھا صحابی کہلانے کا مستحق بن گیا۔

بعض مثالوں سے حضور انور نے واضح فرمایا کہ کس طرح آنحضرت ﷺ کے زمانے میں صحابیت کا درجہ پانا آسان تھا لیکن آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد اس درجہ کو صرف وہی پا سکتا تھا جو اپنے دل کی آنکھ سے آنحضرت ﷺ کو دیکھ پائے اور انتہائی قربانیاں کرے۔

اب جبکہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کیا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کریں، اپنے اندر قربانی کی روح پیدا کریں اور اسلام کو پھیلانے کے لیے انتہائی کوشش کریں تا کہ روحانی طور پر صحابہ سے مل سکیں اور اس طرح ہم آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعثت کے مقاصد کو پورا کر سکتے ہیں۔

اس زمانہ میں تمام احمدیوں کی ذمہ داری ہے کہ آنحضرت ﷺ کے روحانی صحابہ میں شامل ہوں۔ اس حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آزمائشوں اور ابتلاؤں کا آنا ترقیات کے لیے ضروری ہے۔ اور دنیا کی چکا چوند سے الگ ہونے کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ابتلاؤں کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور دکھانا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کا حامی و ناصر ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان ابتلاؤں میں سے ایک بہت بڑا ابتلا اس وقت آیا جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی وفات کا واقعہ تفصیل سے بیان فرمایا اور بتایا کہ کس طرح حضرت ابوبکرؓ نے صحابہ کو یکجا کیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی آنحضرت ﷺ کے سچے وفادار ہیں۔ اس زمانہ میں احمدی ہی ہیں جو آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہیں۔ احمدی مسلمان ان شاء اللہ ہمیشہ ثابت قدم رہیں گے اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے کوشش کرتے رہیں گے۔

بحیثیت ممبر شوریٰ آپ کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے اسی طرح جس طرح حضرت ابوبکرؓ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور صحابہ کو یکجا کیا۔ آپ کی جماعت کے ممبران نے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو بطور ممبر شوریٰ منتخب کیا ہے۔ آپ کو لازماً دین کو مقدم رکھنا ہے۔ خدمت دین کو ایک فضل الٰہی جانیں۔ خدمت اسلام کے ذریعہ سے آپ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کے روحانی صحابہ میں شامل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو اخلاص و وفا کے ساتھ ادا کرنے والے ہوں۔

حضورِ انور کے خطاب کا اختتام ایک بج کر ۴۸ منٹ پر دعا کے

ساتھ ہوا۔ دعا کے بعد طاہر ہال کے سٹیج کے سامنے درج ذیل گروپس کو حضور انور کی معیت میں گروپ فوٹو بنوانے کا شرف حاصل ہوا: ۱۔نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ یوکے، ۲۔فیلڈ مربیان جماعت یوکے، ۳۔نمائندگان شوریٰ، صدران جماعت یوکے وریجنل امراء جماعت یوکے (یہ تصویر دو اقساط میں ہوئی)

بعد ازاں حضور انور طاہر ہال سے مسجد بیت الفتوح تشریف لے گئے جہاں پر احباب جماعت کو حضور انور کی اقتدا میں سوا دو بجے نماز ظہر و عصر پڑھنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ناصر ہال میں تشریف لے گئے جہاں پر حضور انور کی بابرکت معیت میں نمائندگان شوریٰ و مہمانان گرامی کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

ظہرانے کے بعد حضور انور نو تعمیر شدہ عمارت کی بالائی منزلوں پر معائنہ کے لیے تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے جماعت یوکے کے بعض شعبہ جات کے دفاتر کا معائنہ فرمایا جن میں مال، تبلیغ، نومبائعین، جنرل سیکرٹری، جلسہ سالانہ، نائب امیر اور جائیداد کے دفاتر شامل تھے۔ اس کے بعد حضور انور نے تیسری منزل پر ڈائننگ ایریا اور مہمانوں کے رہائشی کمروں کا معائنہ فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور نیچے تشریف لائے جہاں مسجد بیت الفتوح کے صحن میں سینکڑوں عشاق خلافت اپنے محبوب امام کی ایک جھلک کے لیے منتظر تھے۔ حضور انور نے سب کو ہاتھ ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیا اور نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں اپنی موٹر میں تشریف فرما ہوئے اور پونے چار بجے کے کچھ دیر بعد مسجد بیت الفتوح سے روانہ ہوگئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”زیادہ سے زیادہ واقفین نو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 10 مارچ 2017)

رپورٹ مجلس شوریٰ
جماعت احمدیہ برطانیہ ۲۰۲۳ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ نے امسال اپنی ۴۴ویں مجلس شوریٰ مورخہ ۲۰ اور ۲۱ مئی ۲۰۲۳ء مسجد بیت الفتوح کے طاہر ہال میں منعقد کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ۲۰ مئی بروز ہفتہ صبح نو بجے ہی نمائندگان مجلس شوریٰ کی تشریف آوری کا آغاز ہوا۔ طاہر ہال میں اُن کے لیے چائے وریفریشمنٹ کے علاوہ رجسٹریشن کا بھی انتظام تھا۔ صبح دس بجے سے قبل ہی نمائندگان کی اکثریت مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شمولیت کے لیے تشریف لا چکی تھی۔

ٹھیک دس بجے امیر جماعت احمدیہ یوکے محترم رفیق احمد حیات صاحب کی صدارت میں مجلس شوریٰ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم ہمایوں اپل صاحب مربی سلسلہ نے سورۃ الشوریٰ کی آیات ۳۸ اور ۳۹ کی تلاوت و ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں گزشتہ سال کی شعبہ تربیت، شعبہ مال اور شعبہ اُمور عامہ کی منظور شدہ تجاویز پر امسال عملدرآمد کی رپورٹس پیش کی گئیں جس کے بعد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ یوکے مکرم ڈاکٹر مقبول ثانی سیٹھی صاحب نے امسال برطانیہ کی جماعتوں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رد شدہ تجاویز پڑھ کر سنائیں اور اُن کی وجوہات سے شرکائے اجلاس کو آگاہ کیا۔

بعد ازاں محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں نمائندگان شوریٰ کوخوش آمدید کہتے ہوئے حضور انور کے بعض ارشادات کی روشنی میں مجلس شوریٰ کی اہمیت اور نمائندگان کی ذمہ داریوں کا ذکر کیا۔ امیر صاحب نے احمدی نوجوان نسل کا نظام جماعت کے ساتھ مضبوط تعلق بنانے کے لیے جماعت احمدیہ برطانیہ کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے مربیان سلسلہ کی جانب سے اس ضمن میں تربیتی و تعلیمی کلاسز کے مستقل سلسلے کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا اور والدین کو بچوں کو ساتھ لے کر مسجد میں آنے کی ضرورت پر زور دیا۔ محترم امیر صاحب نے بعض شعبہ جات کی گزشتہ سال کی کارکردگی بیان کرتے ہوئے اُن کے سیکرٹریان کا شکریہ بھی ادا کیا۔

اس خطاب کے بعد امسال کی تجاویز کی روشنی میں سب کمیٹیوں کی تشکیل ہوئی۔ شعبہ مال کمیٹی کے صدر مکرم زاہد احمد خان صاحب اور سیکرٹری مکرم سلطان لون صاحب مقرر ہوئے۔ شعبہ اشاعت کے تحت قائم ہونے والی کمیٹی کے صدر مکرم ڈاکٹر عطا خالد صاحب اور سیکرٹری مکرم خلیق مرزا صاحب جبکہ شعبہ تربیت کمیٹی کے صدر مکرم ابراہیم بونسو صاحب اور سیکرٹری مکرم نثار آرچرڈ صاحب مقرر کیے گئے۔ تینوں کمیٹیوں کے اجلاسات نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد تقریباً ساڑھے تین بجے شروع ہوئے اور شام سات بجے کے بعد شعبہ مال کی کمیٹی کی سفارشات نمائندگان شوریٰ کے سامنے بحث کے لیے پیش کی گئیں جس کے بعد نمائندگان شوریٰ نے اتفاق رائے سے ان کی منظوری دی۔

مورخہ ۲۱ مئی ۲۰۲۳ء بروز اتوار بھی شرکائے اجلاس کے لیے چائے و ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ نمائندگان کی آمد کے بعد صبح دس بجے کے کچھ دیر بعد محترم امیر صاحب یوکے کی زیر صدارت مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور اُس کے ترجمہ سے اجلاس کا آغاز کیا جس کے بعد نمائندگان شوریٰ نے شعبہ اشاعت اور شعبہ تربیت کے تحت قائم ہونے والی کمیٹیوں کی سفارشات بحث کے بعد منظور کیں۔ مجلس شوریٰ کی جانب سے ان تمام منظور شدہ سفارشات کو حتمی منظوری کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوایا جائے گا اور حضور انور کی منظوری کے بعد آئندہ سال ان تجاویز پر بھرپور طور پر عمل درآمد کرنے کی کوششیں کی جائیں گی۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب نے مختصر خطاب میں مجلس شوریٰ کے کامیاب انعقاد پر انتظامی کارکنان اور نمائندگان شوریٰ کی شمولیت کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد محترم امیر صاحب کی اجتماعی دعا سے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اس شوریٰ کے آخری اجلاس میں پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت شرکت فرمائی جس کی رپورٹ الگ سے اس شمارہ کی زینت بن چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام نمائندگان شوریٰ کو نہ صرف اپنی اپنی ذمہ داریاں کما حقہ ادا کرنے بلکہ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں منظور شدہ تجاویز پر احباب جماعت احمدیہ برطانیہ کو بھرپور طور پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کتنا بڑا اجر ہے مسجد میں آ کر نماز پڑھنے والے کا کہ صرف نماز پڑھنے کا ہی نہیں بلکہ انتظار کا بھی ثواب مل رہا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتے اس کے لیے دعائیں کر رہے ہیں۔ پس ایسے مہربان خدا کی عبادت کا حق ادا کرنے کی ہمیں کس فکر کے ساتھ کوشش کرنی چاہیے اور پانچوں وقت آ کر مسجد کو آباد رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 11 اکتوبر 2019)



رپورٹ بابت عید الفطر و خلاصہ خطبہ عید

ارشاد فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے یو کے بھر میں مورخہ ۲۲ اپریل ۲۰۲۳ء کو عید الفطر جوش و خروش سے منائی گی۔ امیر المومنین سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں نمازِ عید پڑھائی اور معرکہ آرا خطبۂ عید الفطر ارشاد فرمایا۔

خلاصہ خطبہ عید

تشہد، تعوذ، تسمیہ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ النساء کی آیت ۳۷ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک اور رمضان سے گزرنے کی توفیق دی۔ بہت سے ایسے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہتر رنگ میں عبادت کی توفیق دی ہوگی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے افضال کے نظّارے دیکھے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم میں سے بہتوں کو ان تیس دنوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ کرے کہ جب آج کے دن ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر عید منا رہے ہیں تو سال کے باقی دنوں میں بھی اپنی اس حالت اور عبادات کے ان معیاروں کو قائم رکھنے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اور جس کی تعلیم سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ہمیں دی ہے اور جس کا ذکر مَیں نے کل کے خطبے میں بھی کیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی ہمیں حقوق العباد کے اُن معیاروں کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن کی طرف قرآن کریم نے ہمیں توجہ

دلائی ہے۔نمازوں اورعبادات کے متعلق کل مَیں نے کافی تفصیل سے بتایا تھا، آج اللہ تعالیٰ کے دوسرے حکم یعنی حقوق العباد کے متعلق بعض باتیں کروں گا۔لیکن اس سے پہلے عبادت کے متعلق ایک بات بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ عید کی رات سے تعلق رکھتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا تو اس کا دل ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیا جائے گا اور اس کا دل اس وقت بھی نہیں مرے گا جب دنیا کے سارے دل مرجائیں گے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اور قریبی رشتے داروں، اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتے دار ہمسایوں اور غیر رشتے دار ہمسایوں اور اپنے ہم جلیسوں اور مسافروں اور جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے احسان کرو۔ یقیناً اللہ متکبر اور شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

گویا شرک سے بچنے اور اللہ کی عبادت کا حق ادا کرنے کے بعد جو سب سے پہلے تم نے حق ادا کرنا ہے وہ والدین کا حق ہے اور اس کے بعد درجہ بہ درجہ دوسرے حقوق ہیں۔ والدین سے احسان کے حکم سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ والدین کی خدمت ان پر احسان ہے، نہیں! بلکہ احسان کا ایک مطلب بہترین طریق سے حق ادا کرنا بھی ہے۔ والدین کے حقوق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ہے کہ اے میرے ربّ! اُن پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔ بعض مرد اپنی بیویوں کو ان کے والدین کی خدمت سے روکتے ہیں، یا عورتوں کو خود یہ خیال آجاتا ہے، انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح مردوں کو والدین سے حسنِ سلوک کا حکم ہے ویسے ہی عورتوں کو بھی حکم ہے۔

پھر حقوق العباد کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے قریبی رشتے داروں سے احسان کا سُلوک کرو۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقعے پر فرمایا کہ جو شخص رزق کی فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہو، اس کا ذکرِ خیر زیادہ ہو، تو اسے صلہ رحمی کا خُلق اختیار کرنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے رشتے داروں سے حسن سلوک کرو اور اچھے الفاظ میں ان کا ذکر کرو۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ میں اچھے الفاظ سے ذکر کروں اور حسن سلوک کروں تب بھی وہ ناراض رہتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ تم پھر بھی اُن سے حسن سلوک کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تمہارے حسن سلوک کی وجہ سے کسی وقت اُن کی اصلاح ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ یتیموں سے بھی حسن سلوک کرو۔ فرمایا کہ مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والے جنت میں ایک ساتھ ہوں گے۔ قرآن کریم میں بھی یتیم کا خیال رکھنے کی بہت تلقین کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اس کا انتظام یتامیٰ فنڈ کی صورت میں باقاعدہ قائم ہے۔ عید کی خوشی کے موقع پر بھی اس مدّ میں خرچ کر کے یتیموں کو اپنی خوشی میں شامل کرنا چاہیے۔ بعض لوگ بڑی باقاعدگی سے اس فنڈ میں چندہ دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تُو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو مساکین کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ۔ پس اپنی اصلاح کے لیے بھی ضروری ہے کہ انسان یتیموں کا خیال رکھے۔ اس کے لیے قربانیاں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ اپنا خرچ کم کر کے دوسروں کا خیال رکھنا یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتا ہے۔ پس یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا اور اُن کا خیال رکھنا بہت بڑی نیکی ہے۔

جماعت میں دوسری مدّات بھی ہیں جیسے شادی فنڈ جس کے ذریعہ کوشش کی جاتی ہے کہ غریب خاندانوں کی شادی کی ضرورت پوری کی جائے۔ صاحب حیثیت افراد کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔ حقیقی خوشی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اللہ کے دیئے ہوئے میں سے

خرچ کیا جائے۔ اچھے کپڑے پہن کر اور اچھے کھانے کھا کر عید کر لینا صرف عارضی خوشی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ ہر شخص خواہ کسی مذہب سے ہو اُس سے حسن سلوک کرو کیونکہ یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ یہ نیکیاں کسی قسم کی بڑائی اور تکبر کا خیال دل میں نہ لائیں۔ حقیقی نیکی کرنے والے محض خدا کی رضا کی خاطر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو چاہے تم انہیں جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ پس عید کے دن ہمسایوں کو تحفے تحائف دینے سے مثالی معاشرہ بنتا ہے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کا بھی دوسروں کو پتا چلے گا۔ بعض شدت پسندوں نے اسلام کا جو غلط تصور پیش کیا ہے وہ بھی دُور ہو گا۔ ہماری نیکیاں جماعتی نیکی کے بجائے معاشرے کی نیکیاں بن جائیں گی اور ایک حسین معاشرے کو جنم دینے والی بن جائیں گی۔ فرمایا کہ سو کوس تک ہمسائے ہوتے ہیں۔ اس رُو سے کوئی احمدی کسی احمدی سے دُور نہیں رہ سکتا اور اس طرح ہم آپس میں بھی پیار محبت کو قائم کریں گے اور دوسروں کو بھی پیار محبت کی تعلیم دیں گے۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے کس طرح پتا چلے گا کہ میں ایک اچھا ہمسایہ ہوں تو فرمایا کہ اگر وہ تمہاری تعریف کرے تو تم اچھے پڑوسی ہو اور اگر وہ تمہاری برائی کرے تو تم اچھے پڑوسی نہیں ہو۔ پس اگر ہم اس تعلیم پر عمل کریں گے تو ہم ایک اچھے احمدی ہونے کا بھی ثبوت دے رہے ہوں گے۔

خطبہ کے آخر پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا حق ادا کر کے حقیقی عید منانے والے ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے یہ عید مبارک فرمائے۔

اب ہم دعا کریں گے اپنی دعاؤں میں تمام انسانیت کے لیے دعا کریں ان بھوکوں بلکہ پانی کی بوند کو ترستے لوگوں کو اپنی دعا میں یاد رکھیں وہ جو کہ فاقوں میں زندگی گزار رہے ہیں، وہ مسلمان جو کہ سوڈان میں فاقوں میں گرفتار مسلمانوں کے ہاتھوں عید کی خوشیوں سے محروم ہیں اور اپنے سامنے اپنے پیاروں کو سسکتا اور مرتا دیکھ رہے ہیں ان کے لیے دعا کریں۔ ہمارے پاس مادی وسائل تو نہیں کہ وہاں جا کر ان کی مدد کریں لیکن دعا کر کے ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

عالمگیر جماعت احمدیہ کے لیے دعا کریں اور خاص طور پر ان احمدیوں کے لیے جو کسی بھی طرح ظلم میں گرفتار ہیں۔ اللہ ظالموں کو پکڑنے کے سامان پیدا کرے اور مظلوموں کی مدد فرمائے۔

احمدیوں پر جو ظلم بھی ہو رہے ہیں وہ بھی اللہ کے نام پر ہی ہو رہے ہیں اس لیے دعا ہی کے ذریعہ ان سے نجات ممکن ہے۔ اسیرانِ راہ مولیٰ کی رہائی کے لیے بھی دعا کریں۔ شہدائے احمدیت کے خاندانوں کے لیے بھی دعا کریں کہ خدا ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ان کا خود حامی و ناصر اور متکفل ہو۔ بیماروں کی کامل اور جلد شفایابی کے لیے بھی دعا کریں۔ دعا کریں کہ دنیا سے بے حیائی اور شرک کا خاتمہ ہو جائے۔

دنیا میں مسلمانوں کے آپس کے اختلافات سے دنیا کو جو اسلام پر اعتراضات کا موقع ملتا ہے اس کے خاتمہ کے لیے دعا کریں کہ یہ مسیح موعود کو مان کر ایک ہاتھ پر جمع ہوں کہ اسی میں ان کی نجات اور کامیابی ہے اگر یہ ایک ہو گئے تو تب ہی ہماری حقیقی عید ہو گی۔ خطبہ ثانیہ کے بعد گیارہ بج کر پچاس منٹ پر حضورِ انور نے دعا کروائی۔

یوکے کی دیگر مساجد اور مشن ہاؤسز میں نمازِ عید کی ادائیگی

یوکے بھر کی دیگر مساجد اور مشن ہاؤسز میں بھی نمازِ عید کا نہایت عمدہ انتظام تھا۔ مُختلف ریجنز سے آنے والی رپورٹس کے مُطابق نمازِ عید کی ادائیگی کی حاضری درجِ ذیل تھی۔

بیت الاحسان ریجن 850

بیت الفتوح و بیت النور ریجن	....	8500
فضل مسجد ریجن	....	3000
ایسٹ ریجن	....	870
مڈل سیکس ریجن	....	1680
اسلام آباد ریجن	....	2972
مڈلینڈز ریجن	....	2846
نارتھ ویسٹ ریجن	....	1945
ناتھ ایسٹ ریجن	....	1575
ہارٹ فورڈ شائر ریجن	....	800
ساؤتھ ویسٹ ریجن	....	315
ساؤتھ ریجن	....	1800
سکاٹ لینڈ ریجن	....	450

مختلف مساجد اور مشن ہاؤسز
میں منعقد ہونے والی عید کی نماز کی
تصاویر پیش ہیں۔



مسجد فضل لندن



مسجد بیت الفتوح



ہارٹ فورڈ شائر ریجن



انٹرویو محترم رفیق احمد حیات صاحب

امیر جماعتہائے احمدیہ برطانیہ

میں 1968 میں یو کے آیا۔ میرے والد صاحب ایک سال پہلے آ چکے تھے تا کہ گھر کا بندوبست ہو سکے۔ اور جب ہم یہاں پہنچے تو سیدھے اپنے گھر میں گئے۔

اس وقت جماعت کی تعداد کتنی تھی ؟

اس وقت جماعت بہت چھوٹی تھی، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہم سردیوں میں فضل مسجد کھولا نہیں کرتے تھے کیونکہ اندر سردی سے بچاؤ کا مناسب انتظام نہیں ہوتا تھا۔

ہمارے پاس دو جائیدادیں ہوتی تھیں، 61 اور 63 میلروز روڈ (مسجد فضل کے اندر) اور ہم 63 میلروز روڈ کے سٹنگ روم میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ ایک تہہ خانہ تھا جہاں تمام بچے جمع ہوتے اور کھانا چائے وغیرہ کا انتظام ہوتا۔

گرمیوں میں مسجد کھل جاتی اور مسجد میں پردہ ہوتا اور مرد آگے اور عورتیں پیچھے نماز پڑھتیں۔ تو اس بات سے آپ کو اس وقت جماعت کے حجم کا اشارہ ملتا ہے۔

جب ہم برطانیہ آئے تو یہاں پہلے سے چند خاندان موجود تھے۔ وہ خاندان 50 کی دہائی کے اوائل میں آئے تھے، کچھ اس سے بھی پہلے۔ ہماری طرح مزید خاندان مشرقی افریقہ سے آنا شروع ہو گئے تھے، ہم پہلے بیچ میں آئے تھے۔ اس مرحلے پر، ایشیائی گروسری خریدنا بھی بہت مشکل تھا۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں لمبا فاصلہ طے کرنا پڑتا۔ تو یہ وہ ماحول تھا جس میں ہم آئے تھے۔

بعد میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ برطانیہ تشریف لے گئے تو انہوں نے اس وقت کے امیر امام رفیق صاحب کو حکم دیا کہ وہ جماعت کے مراکز کے لیے برطانیہ میں کچھ جائیدادیں حاصل کریں کیونکہ انہیں لگا کہ اب جماعت کی ضرورتیں بڑھ رہی ہیں۔ حضور کی ہدایت تھی کہ ہمارے پاس کم از کم دس مراکز ہونے چاہئیں۔

چنانچہ تمام بڑے شہروں جیسے برمنگھم، بریڈ فورڈ، مانچسٹر، ساؤتھ ہال، ہنسلو اور گلاسگو کا انتخاب کیا گیا اور جماعت نے وہاں جائیدادیں لینا شروع کر دیں۔ وہ باقاعدہ مساجد نہیں تھیں، وہ گھر یا چھوٹے کمیونٹی سینٹرز تھے، لیکن مقامی جماعت کے لیے یہ جمع ہونے کی جگہیں تھیں

جیسے جیسے ان علاقوں میں ان کی تعداد بڑھتی گئی۔

تھوڑا ماضی میں جا کر دیکھا جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی تبلیغی نکتہ نظر سے دنیا بھر میں جماعتیں قائم کرنا چاہتے تھے۔ اصل میں جب حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب یہاں آئے تھے (برطانیہ کے پہلے مشنری کے طور پر) وہ 4 سٹار سٹریٹ، نارتھ لندن میں، ایج ویئر روڈ سے کچھ دور ٹھہرے تھے۔

حضور نے جب اس سے مناسب جگہ تلاش کرنے کو کہا تو انہیں اس وقت لندن کے مضافات میں ساؤتھ فیلڈز نامی یہ علاقہ ملا۔

ومبلڈن اور پٹنی کے درمیان کے علاقے میں بنیادی طور پر دو کھلے میدان تھے، ایک جنوبی میدان اور ایک شمالی میدان۔ اس مرحلے پر، اراکین نے سوچا کہ یہ بہت دور ہے اور سوچا کہ کون ساؤتھ فیلڈز تک اس طرح سفر کرے گا۔ لیکن اللہ کا اپنا منصوبہ تھا، یہ دنیا کا مرکز ہونے والا تھا۔

چنانچہ پھر حضور کی اجازت سے یہ جگہ حاصل کی گئی اور ہندوستان کی احمدی خواتین سے چندہ اکٹھا کیا گیا اور الحمدللہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے 1924 میں آ کر سنگ بنیاد رکھا، مسجد کی تعمیر میں چند سال لگے (لند ن کی پہلی مسجد)، ایک خوبصورت عمارت۔ اگر چہ یہ بہت بڑی نہیں ہے، لیکن اسے لندن کے تاریخی مقامات میں ایک بہت اہم عمارت کے طور پر لیا جاتا ہے اور انگریزی ورثے نے اسے اپنی لسٹ میں درج کیا ہے۔ ابھی تک صرف دو مساجد ان کی لسٹ میں س ہیں، ایک ریجنٹ پارک مسجد اور ایک یہ لندن کی مسجد (فضل مسجد)۔

ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے چار خلفاء نے یہاں نماز پڑھائی ہے جو کہ بہت اہم ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنا سارا وقت جب وہ برطانیہ میں تھے اس جگہ گزارا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز 2019 میں اسلام آباد جانے سے قبل یہیں قیام پذیر رہے۔

آہستہ آہستہ جماعت بڑھتی چلی گئی اور اس مرحلے پر محسوس ہوا کہ ہمیں فضل مسجد کے اندر ایک بڑے احاطے کی ضرورت ہے۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے پھر خلیفۃ المسیح الثالث سے ایک ہال اور رہائش (محمود ہال) بنانے کی اجازت مانگی تو اجازت مل گئی۔ اس کے بعد انہوں نے حضور انور سے پوچھا کہ اگر حضور اجازت دیں تو وہ محمود ہال اور دفاتر اور اوپر کی رہائش پر اٹھنے والا خرچ خود ادا کرنا چاہتے ہیں۔

اس وقت حضرت چوہدری صاحب فضل مسجد کے پیچھے والی زمین کے مالک تھے جو ریلوے لائن کے ساتھ اوپر جاتی تھی۔ انہیں نے اسے جماعت کو فروخت کرنے کی پیشکش کی تا کہ وہ اس نئی عمارت کی تعمیر کیلئے ادائیگی کر سکیں لیکن اس مرحلے پر جماعت کے پاس اتنے وسائل نہیں تھے کہ وہ زمین خرید سکے۔

چنانچہ اسے ایک پرائیویٹ ڈویلپر کو فروخت کر دیا گیا جس نے اس پر کچھ رہائشی یونٹ بنائے اور اس کے نتیجے میں حضرت چوہدری صاحب نے پھر محمود ہال اور نئی عمارت کی تعمیر کے لیے مالی امداد کی، اور 61 اور 63 نمبر پراپرٹی کو منہدم کر دیا گیا تا کہ نئی عمارت بنائی جا سکے۔

پھر 1974 میں وہ وقت آیا جب پاکستان میں وہ المناک واقعات رونما ہوئے جہاں ہمیں غیر مسلم قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ جماعت کے لیے یہ بہت مشکل دور تھا۔ پھر ضیاء الحق آیا اور اس نے کچھ قانون سازی کی جس کی وجہ سے خلافت کا پاکستان میں رہنا اور تبلیغ کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا چنانچہ خلیفۃ المسیح الرابع پاکستان سے لندن ہجرت کر گئے۔

مجھے وہ دن بہت واضح طور پر یاد ہے جب حضور یہاں پہنچے تھے۔ ہمیں صرف اس وقت پتہ چلا کہ حضور پاکستان سے ہجرت فرما چکے ہیں جب وہ یورپ پہنچ چکے تھے اور پھر ہمیں بتایا گیا کہ وہ لندن کی فلائٹ

پر ہیں۔

اور یہاں امیر صاحب مجھے یاد ہے کہ ہمیں صرف مسجد آنے کو کہا گیا تھا۔ یہ ٹھیک ہے؟۔

نہ صرف مسجد کا اندرونی حصہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا بلکہ لوگ باہر بھی بیٹھے ہوئے تھے؟

جی ایسے ہی تھا۔

اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم یہاں کیوں اکٹھے ہوئے ہیں۔ بالکل ایسے ہی ہے لیکن اس کے باوجود مسجد بھری ہوئی تھی۔

تو پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسیح الرابع لندن تشریف لا چکے ہیں اور پھر برطانیہ کی جماعت کے لیے ایک بہت ہی منفرد دور شروع ہو گیا۔ اس وقت جماعت بظاہر فعال تھی، لیکن ہمارے پاس نظام کے علم کی کمی تھی۔ اور آپ جانتے ہیں، یہ وہ چیز ہے جس کی اہمیت کو ہم خوب سمجھتے ہیں مگر اس وقت محض ایک خاندان کا سا ماحول تھا۔

مجھے یاد ہے کہ جب حضور آئے تو ہم نے قریب واقع ساؤتھ لینڈ کالج میں ایک تقریب منعقد کی تھی۔ یہ مذہبی رہنماؤں کے دن کی تقریب تھی، ہم نے مختلف مذہبی رہنماؤں کو مدعو کیا تھا، بشمول بشپ آف ساؤتھ وارک۔ ہم نے وانڈز ورتھ کے میئر کو بھی مدعو کیا اور جب میئر نے دعوت قبول کی تو ہم پھولے نہیں سما رہے تھے کہ ایک میئر ہماری جماعت کی تقریب میں آ رہا ہے۔ اس سے آپ کو پتہ چلتا ہے کہ بیرونی دنیا کے سامنے نمائش کے لحاظ سے ہم کہاں تھے، اور ہم نے بہت ہی کم عرصے میں یہ تبدیلی دیکھی ہے، جہاں اب، آپ جانتے ہیں، ہمارے جلسہ اور ہماری امن کانفرنسوں میں، دنیا بھر کے لوگ، دنیا سے میئرز، سفارت کار، وزرا، حتیٰ کہ صدور بھی ہماری تقریبات میں شرکت کے لیے آتے ہیں، اور یہ خالصتاً خلافت کی برکات ہیں جو ہم دیکھ رہے ہیں۔

خلفاء کی ایک بڑی بات یہ ہے کہ وہ صاحب بصیرت ہوتے ہیں، وہ کئی سال آگے دیکھ سکتے ہیں، جب کہ ہم صرف فوری چیز دیکھتے ہیں۔ حضور نے جماعت کو ہدایت کی کہ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر ہمیں اپنے جلسے کے لیے کہیں جگہ تلاش کرنی چاہیے کیونکہ اس مرحلے پر جب حضور اس ملک میں پہنچے تو پہلا جلسہ محمود ہال میں ہوا تھا۔ ہمارے پاس تقریباً تین سے چار سو مرد اور چند عورتیں تھیں جنہوں نے پہلے دو دن شرکت کی، اور آخری دن ٹول ورتھ کے ایک تفریحی مرکز میں تھا، اور وہاں ہمارے 1500 مرد اور خواتین تھے۔ تو اس سے آپ کو اس وقت جلسہ کے پیمانے کا اندازہ ہوتا ہے۔

اگلے سال ہم نے پھر حضور کی برکت سے اسلام آباد حاصل کیا، ہم نے سوچا کہ 25 ایکڑ کا ہم کیا کریں گے؟

اہم بات جس کا ہمیں اس وقت ادراک نہیں تھا کہ اللہ کے اپنے منصوبے ہیں اور اس کی منصوبہ بندی بہت وسیع ہے اور ہم نے اسلام آباد کی اہمیت نہیں سمجھی، لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بھر میں وہی ہماری جماعت کا مرکز بن چکا ہے، 1985 میں کوئی بھی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ یہ سب اللہ کے منصوبے ہیں اور اللہ کیسے کام کرتا ہے۔ یہ اللہ کے فضل سے خلافت کا وژن ہے کہ جماعت کس طرح ترقی کرتی ہے۔

پھر اس وقت حضور نے بھی محسوس کیا کہ اب ہمیں لندن میں ایک بڑے احاطے کی ضرورت ہے کیونکہ فضل مسجد بہت چھوٹی تھی۔ ان کا وژن تھا کہ ہمیں ایسی جگہ ملنی چاہیے جہاں ہم سب سے بڑی مسجد بنا سکیں، صرف لندن ہی نہیں، شاید یورپ میں، یہ ان کا وژن تھا۔ فضل مسجد جہاں صرف 120 لے قریب لوگ آ سکتے تھے وہاں سے ہم یورپ کی سب سے بڑی مسجد بنانے جا رہے تھے۔ یہ ان کا وژن تھا۔

بالآخر یہ سائٹ مورڈن میں سامنے آئی، جو یونائیٹڈ ڈیریز کے لیے بوٹلنگ کا پرانا پلانٹ تھا۔ یہ عمارت کافی خستہ حال تھی، اس کے ڈھانچے کا اگلا حصہ بہت ٹھوس تھا لیکن پچھلے حصے میں مختلف عارضی عمارتیں تھیں جو کافی خستہ تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس کو حاصل کرنے کی اجازت دی، یہ آفتاب خان صاحب کے دور کی بات ہے جو اس وقت امیر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے، وہ اسکے حصول کیلئے بہت زیادہ سرگرم تھے۔ یہ 2.5 ایکڑ پر مشتمل اراضی عین لندن کے دل میں واقع ہے۔

امیر صاحب آپ کو مسجد کی ابتدائی جگہ کی قیمت یاد ہے؟

سائٹ کی ابتدائی لاگت تقریباً 6 ملین پاؤنڈ تھی۔ میں ابھی امیر بنا تھا، جب مسجد کا پراجیکٹ شروع ہوا تو مجھ سے پہلے طاہر ہال کی تعمیر شروع ہو چکی تھی، لیکن اصل مسجد کا پراجیکٹ تب شروع ہوا جب میں امیر بنا، اصل بنیاد مجھ سے پہلے ہوگئی، لیکن پھر مختلف مسائل کی وجہ سے۔ ہمیں دوبارہ منصوبہ بنانا پڑا۔ آفتاب خان صاحب کے بعد سر ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب اس وقت امیر تھے، تھوڑی مدت کے لیے ڈاکٹر ولی شاہ صاحب بھی امیر تھے۔

اس وقت حضور کی طبیعت ناساز تھی، انہوں نے اس مسجد کی تعمیر کی سکیم شروع کی تھی اور اپیل بھی کی تھی اور یہ دنیا بھر میں ایک اپیل تھی، لیکن فنڈز بنیادی طور پر برطانیہ سے جمع ہونے والے تھے۔

چنانچہ مشکل وقت میں یہ ایک بہت بڑا کام تھا، لیکن جب خلیفۃ المسیح کوئی اپیل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی طرح سب کے دل کھول دیتا ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت کا حسن یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح جماعت سے قربانی کرنے کو کہتے ہیں اور جماعت میں موجود ہر شخص، جن کے پاس پیسہ ہے، جن کے پاس پیسہ نہیں ہے، وہ اس میں حصہ لینے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

کیا آپ کو یاد ہے کہ اپیل کتنی تھی؟

حضور نے 5 ملین پاؤنڈ کی اپیل کی تھی۔

ہمارے لیے یہ بہت بڑی چیز تھی جو ہم کبھی شروع کرنے جا رہے تھے، اور میں نے محسوس کیا کہ ہمیں ایک مناسب فنڈ ریزنگ پلان کی ضرورت ہے، خلیفۃ المسیح نے پہلے ہی اپیل کر دی تھی، اس لیے اب ہمارا کام اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کرنا تھا۔ ایک بات جو ہم جانتے تھے کہ اگر آپ لوگوں کو یہ اعتماد دلائیں کہ ان کا پیسہ دانشمندی سے خرچ ہونے والا ہے تو وہ اپنی بساط سے بڑھ کر اپنے دل کھول کر دیں گے۔

مجھے یاد ہے کہ میں کمیٹی کے ممبران کے ساتھ بیٹھا تھا اور کہا کہ یہ اس قسم کا ہمارا پہلا پراجیکٹ ہے، آپ کے خیال میں ہم کتنی رقم جمع کرنے جا رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا امیر صاحب اگر ہمیں ایک لاکھ پاؤنڈ مل جائیں تو ہم نے اچھی رقم جمع کر لی ہے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا اور کہا، ایک لاکھ، ہم یہ پروجیکٹ ایک لاکھ پاؤنڈ سے نہیں بنا سکتے۔

ہم نے فنڈ ریزنگ کرنے کے منفرد طریقے اپنائے، کبھی ہم لوگوں کو کھانے کے لیے مدعو کرتے اور مسجد کے منصوبے کو لوگوں کے سامنے رکھتے تاکہ ہم ان کو اس پراجیکٹ کی مکمل تصویر دے سکیں کہ وہ کس چیز میں حصہ ڈال رہے ہیں۔ پہلے فنکشن کے لیے ہم نے صرف 200 لوگوں کو مدعو کیا تھا ہم نے سوچا کہ اگر اس سے زیادہ مدعو کریں گے تو زیادہ حاصل نہیں کر پائیں گے۔

تو جب انہوں نے کہا کہ ہم صرف 100, 000 پاؤنڈ اکٹھے کر سکتے ہیں، میں نے ان کی طرف دیکھا اور کہا، نہیں، نہیں، ہمیں اس فنکشن سے آدھا ملین چاہیے۔ آپ ان سب کی آنکھیں اوپر اٹھتے ہوئے دیکھ

سکتے تھے کہ امیر صاحب ان سے ناممکن کی توقع رکھ رہے ہیں۔ انہیں کیا ہوگیا ہے؟ لیکن، آپ جانتے ہیں، ہم صرف اللہ کا گھر بنانے کا کہہ رہے ہیں، اور ایک بار ایک عقلمند نے مجھ سے کہا، آپ کو یہ پوچھنے میں کبھی شرم نہیں آنی چاہیے جب آپ اللہ کا کام کر رہے ہوں۔

تو میں بالکل بھی پریشان نہیں ہوا۔ ہم نے ان 200 لوگوں کو بلایا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہماری جماعت میں کروڑ پتی نہیں ہیں، صرف عام لوگ ہیں۔ حضور نے پہلے ہی اپیل کی تھی ہم اس پر بنیادی طور پر صرف عملدرآمد کر رہے تھے۔

وہاں آنے والے 200 لوگوں نے 525,000 پونڈ دینے کا وعدہ کیا، 300,000 پونڈ انہوں نے اسی رات کو ادا کئے اور دو ہفتوں کے اندر انہوں نے اسے بڑھا کر 750.000 پاؤنڈ کر دیا۔

یہ پہلے 200 لوگ تھے؟

ہاں، وہ پہلے 200 لوگ تھے۔ پھر ہم نے ملک بھر میں فنڈ ریزنگ کی۔

چھ ماہ کے عرصے میں ہمیں مزید نصف ملین پاؤنڈ کی فوری ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے کمیٹی سے کہا کہ انہیں 200 لوگوں سے رابطہ کریں جو شروع میں آئے تھے۔

انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ ہم نے ان کے پاس جو کچھ تھا وہ لے لیا ہے۔ آپ جانتے ہیں، ہم ان سے مزید ادائیگی کی توقع نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا فکر نہ کرو چلو آزماتے ہیں۔ پتا نہیں کیوں میں نے کہا کہ مجھے کوئی فکر نہیں۔ اللہ آپ کے دلوں میں چیزیں ڈالتا ہے، آپ ایسا کرتے ہیں کیونکہ اللہ آپ کی رہنمائی کر رہا ہے۔ یہی واحد دلیل ہے جو میں دے سکتا ہوں۔

تو اس دن لوگ آئے، وہی 200۔ ہم نے دوبارہ وہی باتیں سامنے رکھیں۔ ہم نے انہیں اپ ڈیٹ کیا کہ ہم کہاں ہیں، اور جب ہم نماز مغرب کے لیے گئے تو مجھے بتایا گیا کہ انہوں نے 350,000 پاؤنڈ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ نماز کے دوران میں نے جا کر اللہ سے دعا کی اور کہا کہ ہمیں ڈیڑھ ملین پاؤنڈز کی اشد ضرورت ہے، جب ہم واپس آئے تو مجھے بتایا گیا کہ ہمیں آدھا ملین پاؤنڈ مل گئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ کون، کیوں، کہاں۔ آپ جانتے ہیں، میں نے کوئی خاص کوشش بھی نہیں کی، یہ تقریباً ایسا ہی ہے جیسے اللہ کے فرشتے آئے اور کر دکھایا۔

میرے لیے ایک دو واقعات، بہت خاص ہیں۔

ایک شخص تھا جو پانچ سال سے اپنے گھر پر رقم جمع کر رہا تھا۔ وہ ہمارے پہلے فنکشن میں آیا، اور مجھے کافی رقم دی، میں اسے جانتا تھا، اس کے چار بچے تھے۔ میں نے کہا معاف کیجئے گا، میں جانتا ہوں کہ آپ اپنے گھر کیلئے ایک عرصہ سے رقم جمع کر رہے ہیں کیونکہ آپ دعا کیلئے کہتے رہتے ہیں، آپ اس کا اب کس طرح انتظام کریں گے؟ انہوں نے کہا نہیں امیر صاحب، حضور کی تحریک ہے مجھے قربانی کرنے میں کوئی انقباض نہیں، اللہ خود میرا خیال رکھے گا۔ دوسری بار وہ پھر آئے اور مجھے ایک اور چیک دیا تو میں نے کہا کیا ہوا؟ اس نے کہا، امیر صاحب مجھے اپنا گھر مل گیا ہے، آپ اس میں اللہ کا فضل دیکھ سکتے ہیں۔

میں آپ کو اس طرح کے بہت سے واقعات سنا سکتا ہوں جہاں، آپ جانتے ہیں، غریب لوگ جن کے پاس پیسے نہیں تھے، جو مالی قربانی کرنے آئے تھے اور مجھے یاد ہے کہ وہ خواتین اپنے تمام زیورات کے ساتھ میرے دفتر میں آ کر صرف یہ کہہ رہی تھیں کہ امیر صاحب یہ مسجد کے لیے ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اگر آپ ماضی میں جھانکیں گے تو جنہوں نے اس

وقت مالی قربانی کی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت نوازا۔ ہم ان کے بچوں کو دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کیسے پروان چڑھے۔ اور ہر فرد جماعت جس نے ان موقعوں پر چندہ دیا ہے کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے افضال نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی یہی خوبصورتی ہے۔

اس دوران مجھے ناصر خان صاحب کا خاص ذکر کرنا چاہیے کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کے تقریباً دو سال مسجد کے منصوبے کے لیے وقف کر دیے تھے۔ ان کے پاس تعمیراتی منصوبوں کا تجربہ اور سمجھ بوجھ تھی۔ ہمارے پاس ایک بہت اچھا آرکیٹیکٹ تھا،" پراتک گرفن" پہلے پروجیکٹ کے لیے مرکزی معمار تھے۔ یہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جن کے ساتھ میں نے کئی سالوں سے کام کیا تھا۔ وہ بہت معزز معمار تھے۔ وہ ٹاؤن پلانر تھے، اس لیے جب میں نے پیٹرک سے کہا، میں نے کہا، ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری مدد کریں، وہ فوراً آ گئے۔ انہوں نے جو ڈیزائن کیا وہ کافی چیلینجنگ تھا کیونکہ ہم ایک ایسی وسیع مسجد چاہتے تھے جس میں کوئی ستون نہ ہو۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہماری مسجد بہت وسیع ہے لیکن اس میں کوئی ستون نہیں ہے۔ اپنی ساخت کے اعتبار سے یہ کافی مشکل منصوبہ تھا۔

پھر بدقسمتی یہ ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہو گیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ مسجد ایک ایسی چیز تھی جس پر انہیں بہت فخر تھا اور انہوں نے اسے بیت الفتوح یعنی فتوحات کا گھر کا نام دیا تھا۔ یہ ان کا وژن تھا کہ یہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہونی چاہیے۔

یہ اپریل میں ہوا اور اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منتخب ہوئے اور انہیں بیت الفتوح تشریف لانے کی توفیق ملی جہاں برطانیہ بھر سے جماعتیں آ کر ان سے ملیں اور ملیں گی۔

پھر اکتوبر میں حضور نے نئے کمپلیکس کا افتتاح کیا اور اس دوران مجھے یاد ہے کہ پورا عالمی میڈیا یہاں اتر آیا تھا۔ ہمارے پاس جاپان سے، اٹلی سے، سپین سے، برطانیہ سے، بلاشبہ میڈیا موجود تھا اور یورپ کی اس سب سے بڑی مسجد کی بڑی کوریج تھی۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس طرح کام کرتا ہے کہ اس تشہیر کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا گیا وعدہ کہ" میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" پورا فرمایا۔

میرے خیال میں بیت الفتوح ان منصوبوں میں سے ایک ہے جس نے حقیقت میں ایسا کیا، کیونکہ اس کی تشہیر بہت غیر معمولی تھی، اور احمدیت کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا تھا۔ لہٰذا اگر آپ کروڑوں پاؤنڈز اشتہارات میں خرچ کر دیتے تب بھی ہم اسے حاصل نہ کر پاتے۔

امیر صاحب کا یہ کہنا درست ہے کہ صحافی مسجد کے خوبصورت ڈھانچے سے اتنے ہی حیران تھے جتنے وہ اس بات سے کہ اس کی مالی امداد افراد جماعت نے کی تھی اور کسی ادارے یا حکومت کی طرف سے اس کی مالی اعانت نہیں تھی۔

بورس جانسن ہماری ایک پیس کانفرنس میں آئے اور مجھے یاد ہے کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بیٹھے تھے اور انہوں نے سوال کیا کہ اس مسجد کے لئے کس نے رقم مہیا کی؟

وہ سوچ رہا تھا کہ ہم کہیں گے، سعودی عرب یا مسلم ممالک میں سے ایک نے، اور مجھے لگتا ہے کہ وہ حیران ہوئے جب میں نے کہا کہ یہ برطانیہ کے غریب لوگوں نے چندہ جمع کیا ہے، کوئی حقیقی کروڑ پتی نہیں، لیکن یہ عام لوگوں کی شراکت تھی، اور مجھے لگتا ہے کہ وہ اس سے بہت حیران ہوئے تھے۔

یہ واقعی حقیقت ہے کہ، آپ نے کچھ واقعات سنے ہوں گے کہ کیسے لوگوں نے اپنے دل کھولے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے

گھروں کے بجائے اللہ کے گھر میں سرمایہ کاری کریں گے۔

اسی بات کے تصور نے پریس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، درحقیقت اس میں بہت سے واقعات تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ یہاں ایک کمیونٹی ہے جو یہ خوبصورت مسجد بنا رہی ہے۔اس کے بالمقابل صحافی ایک مقامی چرچ میں گئے اور مقامی چرچ کہہ رہا تھا کہ وہ چھت کی مرمت کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔

امیر صاحب آگ لگنے کی خبر سن کر آپ کے کیا احساسات تھے؟

یہ بہت افسوسناک حالت تھی اور ظاہر ہے کہ میں حضور سے ملنے تک بہت تکلیف اور مایوسی میں تھا۔ یہ وہ خوبصورتی ہے جب میں کئی بار حقیقی مایوسی کا شکار ہوتا ہوں، اور جب میں حضور کو جا کر دیکھتا ہوں تو وہ کچھ ایسا فرماتے ہیں جس سے وہ کیفیت بالکل بدل جاتی ہے، حضور نے فرمایا، "فکر نہ کریں، ہم اس سے بھی خوبصورت چیز بنائیں گے۔" حضور نے فوری طور پر امید دلائی۔

پھر، اگلے جمعہ کو، حضور نے ایک خطبہ دیا جس میں انہوں نے تھوڑا سا پس منظر پیش فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ کچھ احمدی مخالف ملّا آگ جلتے دیکھنے آئے تھے اور وہ ماشاء اللہ اور سبحان اللہ کہہ رہے تھے۔ اور ان کی مایوسی یہ تھی کہ صرف انتظامی بلاک جلا ہے مسجد نہیں جلی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم یہاں ایسی تعمیر کریں گے جو اتنی خوبصورت ہوگی کہ ہم ماشاء اللہ اور سبحان اللہ کہیں گے۔

چنانچہ جب خلیفہ وقت کچھ فرماتے ہیں تو ہم نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا خواب کس شان سے پورا ہوا، اچھا، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو فرمایا تھا، اللہ ان الفاظ کو پورا کرنے والا تھا۔ اب جو بھی مسجد میں آتا ہے، آپ کے اندر سے یہ بات آتی ہے کہ وہ کہیں۔ جس نے بھی دورہ کیا، وہ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور فوراً وہ الفاظ نکل آتے ہیں۔

تو اللہ اس طرح کام کرتا ہے۔ ایک بار جب اس کے خلفاء نے کوئی بات کہی تو اللہ تعالیٰ ان کی بات پوری کر دیتا ہے۔

امیر صاحب اب بھی عمل کی ضرورت ہے۔ حضور نے وہ الفاظ کہے اور پورے ہونے والے تھے۔ لیکن بحیثیت جماعت ہمیں اس کی تکمیل میں اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ تو آگ لگنے کے بعد منصوبہ بندی کب شروع ہوئی؟ کیا یہ فوراً شروع ہوگئی؟

جی ہاں! حضور نے پھر ہمیں ہدایت کی کہ ہم فوراً کام شروع کریں۔ اس مرحلے پر ہمیں کسی ایسے شخص کو تلاش کرنا تھا جو مہارت رکھتا ہو۔ میں جان میک کیسلن نامی ایک معمار کے ساتھ کام کر رہا تھا، جو بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ انہوں نے آسٹریلیا، نیویارک، ماسکو میں دنیا بھر میں پروجیکٹ کیے ہیں اور اس وقت وہ مشرق وسطیٰ اور سعودی عرب میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے دوحہ میں مساجد بنوائی تھیں اور انہوں نے برطانیہ میں پراجیکٹس کیے تھے اور سینٹ پینکراس اسٹیشن کی تزئین و آرائش ان کے ذریعے کی گئی تھی، ایڈن پروجیکٹ، ان کے کیے گئے متعدد پروجیکٹس، مشہور عمارتوں میں سے ہے۔

جب کام شروع ہوا تو ہر مرحلے پر حضور نے ذاتی طور پر جائزہ لیا اور اس میں اضافہ کیا جو ابتدائی طور پر تجویز کیا گیا تھا، حضور نے اسے کچھ خاص خدوخال عطا کئے جس سے عمارت کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا، بڑی بڑی محرابیں، مینار اور گنبد اور پیدل چلنے کے راستے، یہ سب حضور کا ذوقِ بصیرت تھا۔

پھر منصوبہ بندی اور مقامی اتھارٹی کے ساتھ رابطے کا ایک طویل عرصہ تھا، ان بڑے منصوبوں کی منصوبہ بندی میں وقت لگتا ہے، یہ ایک اہم عمارت ہے اور اب لندن میں ایک تاریخی عمارت ہے۔

اس لیے مقامی اتھارٹی بہت محتاط تھی جب اس نے منصوبہ بندی کا جائزہ لیا۔ ہمارے پاس کاربن فوٹ پرنٹ جیسی ہر قسم کی چیزیں تھیں۔ صرف انسداد دہشت گردی سے متعلق کچھ کاموں پر ہمیں نصف ملین پاؤنڈ سے زیادہ کی لاگت آئی۔ آپ نے وہ بولارڈ (ٹریفک کو روکنے کے نئے تکنیکی آلات) دیکھے ہیں جو باہر رکھے گئے ہیں۔ وہ خاص بولارڈ ہیں جو 60 میل فی گھنٹہ کی رفتار کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

کیا یہ عمارت اس سے بہت بڑی ہے جو ہمارے پرانے ایڈمنسٹریشن بلاک میں تھی؟

یہ گذشتہ ایڈمنسٹریشن بلاک سے 25٪ بڑا ہے، اجازت حاصل کرنے میں کافی وقت لگا، تقریباً دو سال یا شاید اس سے بھی زیادہ۔ پھر پرانی عمارت کے انہدام کا کام شروع ہوا۔

جب آپ یہ تعمیراتی منصوبے شروع کرتے ہیں تو آپ کو معلوم نہیں ہوتا کہ زمینی حالات کیا ہیں۔ ایسی عمارت بنانے کے لیے آپ کو یہ جاننا ہوتا ہے کہ آپ کو کتنی تہیں یا پرتیں ڈالنی ہیں، آپ کو کس قسم کا ڈھانچہ ڈالنا ہے۔ جب تک آپ کام شروع نہ کریں آپ کو یہ نہیں معلوم ہوگا کہ بنیادیں کتنی گہری ہیں، اور آپ کو یہ نہیں معلوم کہ کہاں سے خدمات ملنی ہیں، یہ سب چیزیں آپ کے کام شروع کرنے کے بعد سامنے آتی ہیں۔ درحقیقت جب آپ ایک ٹھیکیدار مقرر کرتے ہیں جو ابتدائی اندازہ لگاتا ہے۔ پھر کبھی لوگ کہتے ہیں اس کی شناخت کیوں نہیں ہوئی؟ آپ اس وقت تک شناخت نہیں کر سکتے جب تک آپ کام شروع نہ کریں۔ آپ نہیں جانتے کہ کیا کرنا ہے، ساخت کے لحاظ سے آپ کس قسم کی چیزیں چاہتے ہیں۔

یہاں بھی اس تکنیکی مرحلے میں بھی حضور ہماری رہنمائی کرتے رہے۔ ہم بغیر ستونوں کے ان کھلے ہالوں کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے، وہاں ستون تھے جنہوں نے عمارت کو اوپر اٹھایا ہوا تھا، اور جب حضور معائنہ کرنے آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ان کا دوبارہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ کافی مضبوط ہیں۔ ہمارے پاس اسپیشلسٹ سٹرکچرل انجینئرز موجود تھے جنہوں نے آ کر پوری عمارت کو ایک بار پھر دیکھا تا کہ اس بات کی تصدیق کی جا سکے کہ اسے مطلوبہ معیار کے مطابق بنایا گیا تھا۔

عمارت کی بیرونی دیواروں پر سنگ مرمر کی ٹائیلیں لگانے کی بہت ضرورت تھی، ہم پرتگال کی ایک کان میں گئے اور جب ہم وہاں گئے تو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی ٹیمیں اسی کان سے خریدنے کے لیے موجود تھیں۔ جیسا کہ آپ اب دیکھ سکتے ہیں، اس پتھر کی خوبصورتی شاندار ہے۔ یہ ایک بہت ہی زبردست پتھر ہے۔

یہ کان اس کان سے مختلف ہے جہاں سے مسجد کے لئے سنگِ مرمر لیا گیا تھا؟

جی ہاں، پچھلا جو سنگ مرمر تھا وہ بہت مختلف تھا اور وہ اٹلی سے آیا تھا اور یہ پرتگال سے۔ اسی دوران ہم ترکی سے احمد صاحب کے ساتھ بھی کام کر رہے تھے جو وہاں سے کچھ مصنوعات منگوانے کی کوشش کر رہے تھے اور چینی مٹی کی ٹائلیں جو عمارت پر استعمال ہوئیں وہ بھی ترکی سے منگوائی گئی تھیں۔

پھر تعمیر شروع کر دی گئی۔ شروع کرنے کے لیے بہت زیادہ گراؤنڈ ورک کرنا پڑا۔ پھر اسٹیل کا ڈھانچہ کھڑا کیا گیا۔ ہم نے دیکھا کہ جو پتھر تھا وہ بہت بھاری تھا، بہت موٹا پتھر تھا، اور ہمارے پاس صرف پتھر کو اٹھانے

کے لیے سٹیل کا اضافی ڈھانچہ ہونا چاہیے تھا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ عمارت نے شکل اختیار کرنا شروع کر دی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کئی دورے کئے اور ہر بار ہمیں مزید مشورے دیے۔ آپ دیکھ سکتے تھے کہ وہ بہت خوش تھے۔ جب بھی حضور یہاں آتے تھے، اس عمارت کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتے تھے۔ اور حضور کی رہنمائی پورے منصوبے کے لیے بہت اہم تھی۔

اور اس سب پر خرچہ کتنا ہوا؟

کسی طرح ہم تمام اخراجات کو اس حد تک قابو کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے منظور کردہ بجٹ کے بالکل قریب ایک خوبصورت عمارت بنا سکے۔

ہم چیزوں کا بار بار جائزہ لیتے رہے اور تبدیلیاں کرتے رہے، اصل منصوبے میں ہمارے پاس سائیڈ واک اور اس طرح کی چیزیں نہیں تھیں، لہذا یہ اصل منصوبہ میں اضافے تھے۔ پھر ہم نے کچھ جگہوں کو بڑھایا اور کچھ خالی جگہوں کو دوبارہ ترتیب دیا۔ اخراجات کو بچانے کے لیے ہم نے اپنی ٹیموں کو مرکزی ٹھیکیدار کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لیے استعمال کیا، اور وہاں ایک بار پھر ہم نے لاکھوں پاؤنڈز بچائے کیونکہ وہ دل سے کام کر رہے تھے۔

ایک شخص، میں ان کا نام نہیں بتاؤں گا، لیکن ایک بار میں رات 1 بجے گیا اور وہ خود ٹریکٹر چلا رہے تھے اور سامان متعلقہ جگہوں پر منتقل کر رہے تھے۔

یہ لگن آپ کو کسی باہر کے ٹھیکیدار سے کبھی نہیں ملے گی، اس کا عملہ صبح 8:00 بجے آئے گا اور شام 4:00 بجے چلا جائے گا۔ لیکن جب ہمارے احمدی کام کرتے ہیں تو وقت کا کوئی تصور نہیں رہتا۔ جو کام کرنے کی ضرورت ہے اسے کرنے کے لیے جو وقت درکار ہوگا وہ دیں گے۔ لیکن ایک بار پھر، فنڈ ریزنگ بہت اہم رہی۔

یقیناً یہ سب اللہ کی رحمت اور خلافت کی دعاؤں سے ہے، کسی فرد سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا کسی فرد سے کوئی تعلق نہیں، خلیفۃ المسیح نے کوئی بات کہی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس پر کرم فرماتا ہے۔

فنڈ ریزنگ کے لئے اس بار 200 کے بجائے، ہم نے 300 لوگوں کو بلانے کا فیصلہ کیا۔ ہمارا 2 ملین پاؤنڈ کا ہدف تھا۔ الحمدللہ، اس رات جو لوگ آئے تو 2.2 ملین پاؤنڈ وعدہ کر کے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پھر نہایت شفقت سے فرمایا کہ جو لوگ زیادہ حصہ ڈالتے ہیں ہم ان کے نام آویزاں کر سکتے ہیں جیسا کہ بڑے منصوبوں میں جماعت کی روایت ہے۔ تو اپیل بھی اسی بنیاد پر چلائی گئی کہ جس نے بھی 10,000 پاؤنڈ سے زیادہ ادائیگی کی، ہم ان کے نام عمارت کی دیوار پر آویزاں کریں گے۔ لوگ، نہ صرف اپنے نام پر عطیہ کر رہے تھے بلکہ اپنے والدین، فوت شدہ والدین کی طرف سے بھی عطیہ کر رہے تھے، اور الحمدللہ اس کا بڑا فائدہ ہوا۔

پھر کووڈ بھی تھا پھر بھی تعمیراتی کام جاری رہا۔ کچھ نہیں رکا۔ آپ جانتے ہیں، ہمارے پاس جو ٹھیکیدار تھا وہ بہت اچھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم رکنے والے نہیں ہیں۔ ہم کام جاری رکھیں گے لیکن فنڈ اکٹھا کرنا زیادہ مشکل ہو گیا کیونکہ لوگ مل نہیں سکتے تھے۔ تو ہم نے ایک ورچوئل فنڈ ریزنگ تقریب کی۔ لوگ فون کرتے اور اپنے وعدے اور ادائیگیاں کرتے، فون اتنا مصروف رہا کہ ہمیں اسے کم از کم سات یا آٹھ گھنٹے جاری رکھنا پڑا۔ ایک بار پھر اللہ کے فضل سے جماعت کے ارکان نے مزید چند ملین پاؤنڈز ورچوئل طور پر ادا کیے۔ پس یہ خلافت کی برکت ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کیسے خلیفۃ المسیح نے ایک اپیل شروع کی، لوگوں کے دل کیسے کھلے، اور پھر آپ کو معلوم ہے کہ لوگوں نے کس طرح قربانی

کی اور کتنی بڑی بڑی رقوم پیش کیں۔ یہ ہے خلافت کی برکت۔

ان دونوں فنڈ ریزنگ تقاریب کو دیکھنے کے بعد، آپ بہت زیادہ پرسکون ہو گئے ہوں گے۔ آپ کو یہ یقین تھا کہ فنڈ اکٹھا ہو ہی جائے گا؟

میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ کا گھر ہے جسے ہم تعمیر کر رہے ہیں اور ہمارے پاس خلیفۃ المسیح کی دعائیں ہیں تو اللہ اس میں برکت ڈالے گا، بس اسی کی ضرورت ہے۔ پھر باقی آپ کو توکل کرنا ہوتا ہے، اور اللہ نے ہمیں کبھی بھی مایوس نہیں کیا۔

ہم نے امن کانفرنس کے موقع پر اس عمارت کا افتتاح دیکھا۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کیا تاثر تھا، کیا انہوں نے عمارت کے حوالے سے کچھ فرمایا؟

حضور کو اس عمارت سے محبت ہے اور یہ آپ کا وژن ہے۔ چنانچہ آپ کے یہ الفاظ تھے، ماشاء اللہ اور سبحان اللہ، اللہ نے انکو پورا کرنا ہی تھا۔ اور ہم نے دیکھا کہ اللہ نے اس خوبصورت عمارت میں اس خواب کو کیسے پورا کیا۔ ہم صرف خلافت کے بازو بن کر حضور کی ہدایات، ان کی مستقل رہنمائی، ان کے وژن کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور ہمیں امید دیتے ہیں۔ وہ ہمیں دعائیں دیتے ہیں۔ ہر ایک مرحلے میں آپ شامل تھے۔ اپ نے کئی بار دورے کیے۔ اپ نے ہر طرح سے ہدایات دیں اور ہر چھوٹے سے چھوٹا کام آپ کی ہدایت کے ساتھ کیا گیا، اور اسی وجہ سے اللہ نے اس میں برکت دی۔

بیت الفتوح پر کوئی آخری تبصرہ؟

یہ اب ایک بہت بڑی عمارت ہے، ہمیں ہر ایک کی مدد اور تعاون کی ضرورت ہوگی کیونکہ ہم اس اعلیٰ معیار کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں جس کی ان عمارتوں سے توقع کی جاتی ہے اور ہر کوئی اس کی دیکھ بھال اس طرح کرے جیسے یہ ان کا اپنا گھر ہو۔ سب کو ہوشیار بھی رہنا چاہیے کیونکہ اس سے اب حسد بھی پیدا ہونے والا ہے، حضور نے مجھ سے براہ راست فرمایا کہ، آپ جانتے ہیں، ہمیں چوکنا رہنا چاہیے کیونکہ لوگ حسد کریں گے۔

امیر صاحب آپ نے اتنا زیادہ قیمتی وقت ہمیں دیا اس کے لیے ہم آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ جزاک اللہ

ہمارے پیارے آقا
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ مساجد کی تعمیر کے لئے جو رقم جمع ہوئی۔ (شروع میں جماعت نے بہت قربانی دی تھی) اس سے بعض سنٹر خریدے گئے۔ ان میں بیت السبوح بھی شامل ہے جن پر بڑی رقم خرچ ہوگئی۔ ان کی بجائے پہلے مساجد بنانی چاہئے تھیں۔ تو اس بارے میں پہلے بھی مَیں ایک دفعہ مختصراً کہہ چکا ہوں کہ جو کام خلیفۂ وقت کی اجازت سے ہوئے ہوں ان پر زیادہ اظہار خیال نہیں کرنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 16 جون 2006)

مؤرخہ سات اپریل جمعۃ المبارک۔ بیت الفتوح مورڈن کے روحانی ماحول کا

آنکھوں دیکھا احوال

از مبارک صدیقی۔ ریجنل امیر بیت الفتوح ریجن



آج مؤرخہ پانچ اپریل 2023ء ہے رات کے تقریباً گیارہ بج رہے ہیں۔ میرے فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ فون پر دوسری طرف مکرم ومحترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے ہیں۔

"بہت مبارک ہو۔ ان شاء اللہ، اس جمعۃ المبارک کے روز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح میں ارشاد فرمائیں گے" میں کہتا ہوں اچھا۔ واقعی۔ میری زبان پر خوشی کے مارے زبان پر بے اختیار الحمدللہ الحمدللہ کے الفاظ جاری ہوگئے ہیں۔

چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس۔

سن 2020 کے بعد ایک بار پھر مسجد بیت الفتوح کو یہ اعزاز حاصل ہونے والا ہے۔

محترم امیر صاحب مجھے کچھ ضروری ہدایات فرماتے ہیں اور اسکے ساتھ ہی میں بیت الفتوح ریجن کے سب صدران کو یہ خوشخبری سنا رہا ہوں۔ رقت آمیز آوازوں میں الحمدللہ الحمدللہ کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ بات یہ ہے کہ افرادِ جماعت کے دلوں میں، روحوں میں ایمانوں میں اور جذبوں میں اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے جو پیار محبت عشق اور عقیدت کے جذبات ہیں انہیں صرف اور صرف احمدی احباب ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اور انہیں الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔

آج جمعرات کا دن ہے

صبح سے ہی بیت الفتوح میں کارکنان انتظامات میں مصروف نظر آرہے ہیں۔ مسجد بیت الفتوح کئی منزلہ بہت عظیم الشان عمارت ہے۔ آج ہر طرف کارکنان مصروفِ وقارِ عمل ہیں۔ کچھ وقت گزرتا ہے اور

ہوں۔

ایک بچہ جسکی عمر غالباً تین چار سال ہوگی ہاتھ ہلاتے ہوئے پیارے حضور السلام علیکم کہہ رہا ہے۔

پیارے حضور کی گاڑی میرے قریب سے بھی گزرتی ہے۔میری نظر اُس پرنُور امام زمانہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر پڑتی ہے

جو کہے بس جیو تو خدا کے لئے　　ہر عمل ہو خدا کی رضا کے لئے

سیدُ الانبیاء مصطفی کے لئے　　وقف ہو جاؤ سارے دعا کے لئے

جس کا ہر پل نثارِ رحمان کی　　جس کا ہر بول تفسیر قرآن کی

جس کے لہجے میں لذت ہے ایمان کی

جس کی باتوں میں خوشبو ہے آذان کی

سبحان اللہ کیا ہی آنکھوں کو شاداب اور روح کو سیراب کرنے والی ایک پل کی جھلک تھی۔

اب ایک بجنے میں بیس منٹ باقی ہیں۔مسجد بیت الفتوح تو بھر چکی ہے۔میں اس وقت ناصر ہال میں موجود ہوں۔کئی نائب امراء اور نیشنل عاملہ کے ممبران کو بھی مسجد کے حصے میں جگہ نہیں ملی وہ بھی ناصر ہال میں ہیں۔ڈاکٹر مقبول ثانی صاحب جو ہمارے جنرل سیکریٹری یو کے بھی یہیں موجود ہیں۔ناصر ہال اب نمازیوں سے بھر چکا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مزید نمازیوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔سوچ رہا ہوں کہ اوپر نور ہال کا جائزہ لے آوں شاید وہاں بھی لوگوں کو بھجوانا پڑے۔لفٹ کے ذریعے جب نور ہال پہنچتا ہوں تو حیرت انگیز منظر دیکھتا ہوں نور ہال بھی کب سے نمازیوں سے بھر چکا ہے۔

ابراہیم اخلف صاحب،، جنرل سیکریٹری آفس والے ملک مبشر صاحب، عبدالسمیع صاحب بھی یہیں موجود ہیں۔

اچھا میں پھر اب ناصر ہال کے باہر کی راہداری دیکھتا ہوں۔ظہیر جتوئی صاحب راہداری میں ملتے ہیں۔مسکراتے ہوئے کہہ رہے ہیں سوچ رہا ہوں شاید یہاں بھی جائے نمازیں بچھائی جائیں۔خدام اب سب سے باہر والے برآمدے میں جائے نمازیں بچھا رہے ہیں جو ساتھ نمازیوں سے بھرتی جا رہی ہیں۔خاکسار ظہیر جتوئی صاحب سے اور خدام سے مشورہ کر رہا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔کوئی اور چارہ نہیں ہے سوائے یہ کہ بیت الفتوح میں لندن روڈ سے جب داخل ہوتے ہیں تو وہاں کنکریٹ والے فرش پر کارپٹ بچھا دیئے جائیں۔انتظامیہ سے اجازت ملتی ہے اور ساتھ ہی خدام الاحمدیہ کی مستعد ٹیم کام شروع کرتی ہے۔اب کارپٹ بچھ چکے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ نمازیوں سے بھی بھر رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وہ الہام یاد آ رہا ہے

"وَسِّعْ مَکَانَکَ"

یعنی اپنے مکان کو وسیع کر لے۔

اور خدا کی قدرت کہ یہ الہام اُن دنوں ہوا جب چند گنتی کے لوگ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔

اب یہ مسجد بیت الفتوح اتنی وسیع و عریض ہے، اس کے باوجود سینکڑوں ہزاروں احباب مسجد کے اس فرش پر بچھائے گئے کارپٹ اور جائے نماز پر بیٹھے ہوئے ہیں۔جس کے فوراً بعد سڑک شروع ہو جاتی ہے۔

میں نے ریجنل صدر صاحبہ سے درخواست کی ہوئی تھی کہ مجھے خواتین کی تعداد گن کر بتا دیں کیونکہ مجھے کچھ جماعتی اخبارات کو، محترم امیر صاحب کو فوراً تعداد سے متعلق رپورٹ بھجوانی ہے۔ان کا ٹیکسٹ آتا ہے کہ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پانچ ہزار کے قریب خواتین نمازی آ چکی ہیں۔

اب میں مسجد کے مرکزی حصے کا رخ کرتا ہوں

ایک بج کر دو منٹ پر مسجد بیت الفتوح کے مرکزی ہال میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز داخل ہوتے ہیں اور حضور پرنور

اب شام کے چھ بج رہے ہیں۔مکرم ومحترم امیر صاحب انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ساتھ محترم ناصر خان صاحب ،محترم نصیر دین صاحب چند اور ممبران نیشنل عاملہ اور خدام الاحمدیہ کے نمائندے بھی موجود ہیں۔حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کل نماز جمعہ پڑھانے بیت الفتوح میں تشریف لا رہے ہیں اور اسی سلسلے میں محترم امیر صاحب بیت الفتوح کی وسیع وعریض عمارت کا جائزہ لے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہمیں کچھ ضروری ہدایات دے رہے ہیں۔ بیت الفتوح کی قریبی جماعتوں کے صدران اپنے ممبران کے ساتھ انتظامات میں مصروف نظر آتے ہیں۔

جمعہ کا دن آن پہنچا ہے

آج کئی سالوں کے وقفے کے بعد ایسا جمعہ ہے جب ہم سب کے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الفتوح میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے رونق افروز ہو رہے ہیں۔ جمعہ کا دن ساڑھے دس بجے کا وقت ہے۔اس وقت میں بیت الفتوح کے کار پارک میں موجود ہوں۔مسجد میں داخل ہونے والا دروازہ تو ابھی بہت آگے ہے مگر صبح ساڑھے دس بجے یہ اتنی لمبی لائن کن لوگوں کی ہے؟ جمعہ تو ایک بجے ہے۔میں ڈیوٹی پر موجود ایک خادم سے پوچھ رہا ہوں کہ یہ کن لوگوں کی لائن ہے۔ وہ انگریزی زبان میں مجھے جو کہہ رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان عشاقانِ خلافت کی قطار ہے جو چاہتے ہیں کہ اگلی صفوں میں بیٹھ کر اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیادہ سے زیادہ قریب سے زیارت کر سکیں۔بقول ثاقب زیروی صاحب

طوافِ شمع کو پھر آ گئے ہیں پروانے

خدام الاحمدیہ کی ایک بڑی ٹیم اپنے اپنے فرائض سرانجام دینے میں مصروف ہے۔ایمز کارڈز چیک کر کے مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دی جارہی ہے۔اس قطار میں پانچ سالہ بچے بھی ہیں اور اسی نوے سالہ بزرگ بھی ہیں ۔ میں اس وقت مسجد میں ہوں۔ ایم ٹی کے نوجوان کیمرے لگا رہے ہیں۔یوکے سمعی بصری کے سیکریٹری عمران علی صاحب ساؤنڈ سسٹم چیک کر رہے ہیں۔مسجد بیت الفتوح کی پہلی چار صفیں بھر چکی ہیں۔یاد رہے کہ مردوں کے لئے آج مسجد کے مرکزی حصے اور ملحقہ راہداریوں کے علاوہ ناصر ہال اور نور ہال بھی مختص کئے گئے ہیں جبکہ خواتین کے لئے مسجد اور طاہر ہال مختص ہے۔اب گیارہ بج چکے ہیں۔ محترم امیر صاحب و دیگر کارکنان مجھے بیت الفتوح کے مختلف حصوں میں انتظامات کا جائزہ لینے میں مصروف نظر آتے ہیں۔

اب ساڑھے بارہ بج چکے ہیں اور قریبی دوست بتا رہے ہیں کہ حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ کسی وقت بھی بیت الفتوح پہنچ سکتا ہے۔

ایم ٹی اے کے کیمرے اور کارکنان یہ بابرکت مناظر براہ راست دکھانے کے لئے مستعد ہیں۔میں بھی مسجد کے گیٹ کے قریب یہ سوچتے کھڑا ہوئے کھڑا ہوں کہ گو کہ

عاشق ہزاروں کھڑے ہیں اُدھر
چشمِ نَم ہم بھی جائیں گے اُس رہگزر
ہم خطا کار ہیں جانتے ہیں مگر
اُس کی پڑ جائے ہم پہ بھی شاید نظر
آؤ اس سے ملیں۔آؤ اس سے ملیں

تھوڑی ہی دیر بعد جگمگ سا، پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ بیت الفتوح میں داخل ہوتا نظر آ رہا ہے۔میں شاعر ہوں، آنکھوں کی آوازیں سن لیتا ہوں اور چہروں کی تحریریں پڑھ لیتا ہوں۔ بہت سی آنکھیں شُکر کے جذبات کے ساتھ اشکبار دیکھ رہا ہوں۔ بہت سی آنکھیں وصالِ یار کی آرزو میں جگمگاتی دیکھ رہا ہوں۔ الحمدللہ الحمدللہ

کی صدائیں سن رہا ہوں اور ایک بزرگ جنکی عمر نوے برس کی ہوگی ،فرط جذبات سے ان کے دعا کے لئے اٹھائے گئے ہاتھوں میں لرزش دیکھ سکتا

کی السلام علیکم کی آواز آتی ہے۔ پوری مسجد کے نمازیوں کی طرف سے وعلیکم السلام کی صدا آتی ہے۔

اب محترم مولانا فیروز عالم صاحب نماز جمعہ کی دوسری اذان دے رہے ہیں۔ آذان اب ختم ہو چکی ہے۔ گہرے رنگ کی اچکن اور پگڑی میں ملبوس امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب معمول، تشہد اور سورت فاتحہ کی تلاوت کے ساتھ خطبہ جمعہ کا آغاز فرمایا ہے۔ مسجد میں موجود کئی آنکھیں خدا تعالیٰ کے حضور شکر کے جذبات لیے اشک بار ہو گئیں ہیں کہ ایک عرصہ بعد ہمارے پیارے حضور مسجد بیت الفتوح میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے لیے جلوہ افروز ہیں۔

حضور پُرنور کا آج کا پر معارف خطبہ جمعہ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں قرآنِ کریم کے کامل اور مکمل شریعت ہونے پر ہے۔

خطبہ جمعہ کا مکمل متن اور خلاصہ آپ بعد میں اخبارات میں پڑھ سکیں گے ۔ خلاصۃً عرض کرتا ہوں ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دین اور شریعت کو کامل کیا، مکمل کیا تو قرآن کریم میں یہ اعلان فرمایا کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مسلمانوں پر کہ انکے لئے ایک کامل اور مکمل شریعت عطا فرمائی۔"

خطبے کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں دعا دیتے ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پر حقیقی عمل کرنے والا اور اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے والا اور اس کو سمجھنے والا اور اپنی زندگیاں اس کے مطابق گزارنے والا بنائے۔ رمضان کے بعد بھی اس نعمت سے فیض اُٹھانے کی اِسی طرح کوشش کرتے رہیں جس طرح رمضان میں کر رہے ہیں"

اب خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد پیارے حضور کا قافلہ اسلام آباد کے لئے واپس روانہ ہو رہا ہے۔ عشاقانِ خلافت عقیدت و احترام سے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیارے امام کو خدا حافظ کہہ رہے ہیں۔ خدا تعالی کے فضل سے مسجد میں گیارہ ہزار کے قریب موجود احمدی احباب ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ کوئی دس منٹ بعد میں اب اپنے گھر واپس جانے کے لئے اپنی کار میں بیٹھ چکا ہوں ۔ مسجد میں کاروں کی اتنی زیادہ تعداد ہے کہ مجھے لگ رہا ہے کہ باہر نکلنے میں ابھی کافی وقت لگ سکتا ہے۔ مکرم و محترم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل کا فون آ رہا ہے۔ مبارکباد دیتے ہوئے پوچھ رہے ہیں کہ نمازیوں کی کتنی تعداد تھی آج۔ گنتی کرنے والے منتظمین کی طرف سے بتائی گئی تعداد سے انہیں آگاہ کیا۔ میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں اس وقت ۔ کہنے لگے میں بھی یہی ہوں ۔ اور ساتھ ہی میرے فون پر میسیج کی ہلکی سی کلک کی آواز آتی ہے۔

یہ محترم ایڈیٹر صاحب الفضل انٹرنیشنل کا ہی میسیج ہے جس میں الفضل کی طرف سے آج کے دن کی رپورٹ مع تصاویر موجود ہے اور یہ میسیج ساری دنیائے احمدیت میں پہنچ چکا ہے۔ اب محترم عطاء القدوس صاحب، نائب امیر یوکے کا فون ہے۔ ہدایت کر رہے ہیں کہ آج بیت الفتوح میں جو ماحول ہے حضور کی آمد، وہاں موجود احباب کے تاثرات اس پر مشتمل رپورٹ ماہانہ اخبار احمدیہ کے لئے لکھ دیں۔

سو آنکھوں دیکھا حال لکھ رہا ہوں۔

امریکی طلبہ کی مسجد فضل لندن آمد اور زیارت

کووِڈ کی وجہ سے طویل وقفے کے بعد مورخہ 27 مارچ 2023 کو ظہر کی نماز کے بعد امریکی طلباء کے ایک گروپ نے پروفیسر مائیک فوسڈل کے ساتھ مسجد فضل کا دورہ کیا۔ یہ گروپ 13 طلباء پر مشتمل تھا اور ان تمام کا تعلق امریکہ کی مختلف ریاستوں سے تھا۔ ان کے دورے کا مقصد برطانیہ میں اسلام کے بارے میں مزید جاننا تھا۔

ان کے آنے کے بعد محترم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے ان سب کا استقبال کیا اور مسجد کے اندر لے گئے۔ پھر انہوں نے اسلام اور اس کی تعلیمات، مسجد، نماز کی ادائیگی، قبلہ کے بارے میں مختصر تعارف کرایا اور بتایا کہ کس طرح احمدی لجنہ نے مسجد فضل کی تعمیر کے لیے اپنے زیورات پیش کیے، اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ تعدد ازدواج، سنی اور شیعہ، جہاد وغیرہ سے متعلق سوالات پوچھے گئے۔ احمدیہ جماعت کا پس منظر بھی بیان کیا گیا۔ یہ سیشن تقریباً 30 منٹ کا تھا۔

اس کے بعد ان کے لیے ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ ایک بار پھر محترم امام عطاء المجیب راشد صاحب سے اسلام سے متعلق مختلف سوالات پوچھے گئے۔





ہمارے پیارے امام
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں مساجد تو بہت بن رہی ہیں لیکن حقیقی مساجد آباد کرنے والے وہی ہوں گے جو مسیح موعود کو ماننے والے ہوں گے۔ کیونکہ ایمان کی طرف صحیح راہنمائی بھی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کرنی ہے۔ خدا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی جوڑنا ہے۔

پس جہاں ہمیں یہ بات تسلّی دلاتی ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی مسجدوں کی تعمیر اور آبادی کا حقیقی حق ادا کرنے والی ہے وہاں ایک خوف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ صرف ایمان لا کر اور مسجد تعمیر کر کے ہی حق ادا ہو جاتا ہے؟ یا کچھ اور بھی کام کرنے والے ہیں۔ اور ان کاموں کی طرف اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا کہ نماز قائم کرو اور نماز قائم کرنے کے لئے جو دوسری جگہ وضاحت بیان فرمائی ہے اس میں فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنا ہے اور باجماعت نماز پڑھنا ہے۔ پس ایک تو یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ مسجدوں کا حسن ان کی آبادی سے ہے اور ان کی آبادی پانچ وقت مسجد میں آنے سے ہے۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی آبادی کے لئے قیام نماز ہو۔

(خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2008)

گلدستہ

ہوش میں آتے نہیں سَو سَو طرح کوشش ہوئی
ایسے کچھ سوئے کہ پھر ہوتے نہیں ہیں ہوشیار
دن بُرے آئے اکٹھے ہوگئے قحط و وبا
اب تلک توبہ نہیں اب دیکھئے انجامِ کار
ہے غضب کہتے ہیں اب وحیِ خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس اُمت کا قصّوں پر مدار
یہ عقیدہ برخلافِ گُفتۂ دادار ہے!
پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

(براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ ۹۷۔ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

وہ لغو اور فضول بات نہیں کرتے

امام الزماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مقربین الٰہی کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ لغو اور فضول بات نہیں کرتے۔ تمسخر سے پرہیز کرتے ہیں اور ٹھٹھا نہیں کرتے وہ افسردہ زندگی گزارتے ہیں اور اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کے منہ سے نکلی ہوئی کوئی بات اور ان کا کوئی فعل ان کے (نیک) اعمال کو ضائع نہ کر دے۔ ان کی گفتار صرف مضبوط (بنیاد) پر استوار ہوتی ہے اور وہ لایعنی گفتگو نہیں کرتے۔

(علامات المقربین مترجم اردو صفحہ ۶۲)

دعا کا تحفہ (بخار سے نجات کی دُعا)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو مختلف دردوں اور بخار وغیرہ میں یہ دُعا سکھاتے تھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ

(ابن ماجہ کتاب الطب)

ترجمہ:اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت بڑا ہے ہم ہر جوش مارنے والی رگ کے شرّ سے اُس اللہ کی پناہ میں آتے ہیں جو بہت عظیم ہے اور آگ کی تپش کے شرّ سے بھی اُس کی پناہ مانگتے ہیں۔

(مناجات رسول از خزینۃ الدعا ایڈیشن 2014ء صفحہ 146-147)

قرآن شریف پڑھنے کا طریق

"بعض مسلمان بزرگ باوجود اس کے کہ ان کو قرآن شریف حفظ ہوتا تھا وہ قرآن شریف کو کھول کر اسے آنکھوں سے دیکھتے تھے، زبان سے پڑھتے تھے اور ساتھ ساتھ انگلی چلاتے جاتے تھے۔ کسی ایسے ہی بزرگ سے جب کسی نے پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ جب آپ کو قرآن شریف حفظ ہے تو پھر قرآن شریف دیکھ کر کیوں پڑھتے ہیں اور اگر قرآن شریف دیکھ کر پڑھتے ہی ہیں تو ساتھ ساتھ منہ سے کیوں دُہراتے جاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ انگلی ہلاتے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے جواباً کہا کہ میاں خدا تعالیٰ کے سامنے ہر چیز کا جائزہ ہوگا۔ اگر میں نے حافظہ کے ذریعہ پڑھا تو صرف دماغ عبادت گزار ہوگا، جب خدا تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دی ہیں تو یہ عبادت گزار کیوں نہ ہوں اور زبان دی ہے تو وہ عبادت گزار کیوں نہ ہو اس لئے قرآن شریف دیکھ کر پڑھتا ہوں اور زبان سے دہراتا جاتا ہوں اور ساتھ ساتھ انگلی بھی رکھتا چلا جاتا ہوں تا کہ انگلی بھی عبادت گزار ہو جائے۔

تو جتنی حِسیں زیادہ کام کرتی چلی جاتی ہیں ثواب بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔"

(فرمودہ از حضرت مصلحِ موعودؓ، از انوار العلوم جلد 18 صفحہ 136)

عہدِ بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟

عہدِ بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟ شرک سے اجتناب کرنا، جھوٹ سے بچنا، لڑائی جھگڑوں اور ظلم سے بچنا، خیانت سے بچنا، فساد اور بغاوت سے بچنا، نفسانی جوش کو دبانا، پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی کرنا، تہجّد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا، تسبیح وتحمید کرنا، تنگی اور آسائش ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے وفا کرنا، قرآن شریف کے احکامات پر عمل کرنا، تکبر نخوت سے پرہیز کرنا، عاجزی اور خوش خلقی کا اظہار کرنا، ہمدردی خلق کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر پیدا کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر ڈالنا۔ یہ ہے خلاصہ شرائطِ بیعت کا۔ پس اگر غور کریں تو یہ باتیں ایک انسان میں تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتی ہیں اور یہ کم از کم معیار ہے جس کی ایک احمدی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توقع فرمائی ہے۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - الفضل انٹرنیشنل 22 اکتوبر 2010ء)

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر کس قدر مہربان ہے

ایک دفعہ جنگل سے گزرتے ہوئے سیّد عزیز اللہ شاہ صاحب نے ایک ہرن کا دودھ پیتا بچہ دیکھا جو اپنی ماں سے بچھڑ گیا تھا اور بھوکا تھا۔ آپ نے سامان میں سے دودھ نکال کر رومال بھگویا اور وہیں بیٹھ کر اسے اس طریق پر دودھ پلانے لگے۔ مغرب کا وقت ہو گیا، عملے میں سے کسی نے کہا کہ گھر کی مسافت بہت ہے، جنگلی راستے سے گھوڑے بمشکل چلیں گے، اس بچے کو یا تو ساتھ لے چلیں یا چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا ایسا ظلم میں نہیں کروں گا۔ سیر ہو کر یہ دودھ پی لے تو اطمینان ہو اور بہت ممکن ہے کہ اس کی ماں اسے تلاش کرتی ہوئی ادھر آ نکلے۔ میں اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ ابھی پندرہ بیس منٹ نہ گزرے ہوں

گے کہ ہرنی چوکڑی بھرتی ہوئی ادھر آئی اور دُور دُور سے اپنے بچے کے گرد چکر کاٹنے لگی۔ سیدّ عزیز اللہ شاہ صاحب نے الحمدللہ پڑھا، اسے چھوڑ دیا اور روانہ ہو گئے۔

دیر سے گھر پہنچنے پر اہلیہ کے پوچھنے پر کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر کس قدر مہربان ہے کہ اس نے اس ننھے جانور کی بھوک کی تسکین کے لئے مجھے ذریعہ بنایا اور بچوں کو نصیحت کی کہ ایسے جانوروں پر کبھی ظلم نہیں کرنا چاہئے اور ان کو کھیل کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔ یہ بے زبان مخلوق بھی فریاد کرتی ہے۔ ان بے زبانوں سے دعائیں لیا کرو۔ ان سے پیار کرو، انہیں دانہ پانی کھلاؤ۔

(سیرت حضرت اُمِّ طاہر صفحہ 56)

سب سے پیارا مُرید کون!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک مرتبہ حضورؑ کے گھر میں مستورات کے درمیان اس امر پر گفتگو ہونے لگی کہ حضرت اقدسؑ کو اپنے مریدوں میں سب سے پیارا کون ہے؟ کسی خاتون نے کسی کا نام لیا تو کسی نے کسی کا۔ کسی ایک شخص پہ ان کا اتفاق نہ ہو سکا۔ حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ (زوجہ حضرت مسیح موعودؑ) نے فرمایا کہ میرے خیال میں حضرت صاحبؑ کو سب سے پیارے مولوی نور الدین صاحب ہیں۔ اور اس کا امتحان بھی میں تم سب عورتوں کو ابھی کرائے دیتی ہوں۔

اُس وقت حضرت اقدسؑ علیحدہ کمرے میں بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے۔ حضرت اماں جانؓ عورتوں کے مجمع میں سے اُٹھیں اور کہنے لگیں کہ میں حضرت صاحبؑ کے پاس جا کر یہ بات ایک ترکیب سے پوچھتی ہوں تم باہر کھڑی ہو کر سنتی رہنا۔ تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ حضرت صاحبؑ کو سب سے زیادہ پیارا کون سا مرید ہے؟

عورتوں سے یہ کہہ کر حضرت اماں جانؓ حضور اقدسؑ کے پاس کمرہ میں تشریف لے گئیں اور حضورؑ کو مخاطب کر کے عرض کیا:

''آپ کے جو سب سے زیادہ پیارے مرید ہیں.... وہ....'' اتنا فقرہ کہہ کر حضرت اماں جانؓ چپ ہو گئیں۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے گھبرا کر پوچھا:

''مولوی نور الدین کو کیا ہوا؟ جلدی بتاؤ!''

اس پر حضرت اماں جانؓ ہنسنے لگیں اور عرض کیا:

''آپ گھبرائیں نہیں۔ مولوی نور الدین صاحب اچھی طرح ہیں۔ میں تو آپ کے منہ سے یہ بات کہلوانا چاہتی تھی کہ آپ کے سب سے پیارے مرید کون سے ہیں۔ چنانچہ آپ نے وہ بات کہہ دی۔ اب میں جاتی ہوں۔ آپ اپنا کام کریں۔''

(ماخوذ از لطائف صادق)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟۔ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا۔ اور یہ سزا اُس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدامِ قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 51-50 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)